بیاد
مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان قادری
فروری 2023ء شعبان المعظم ۱۴۴۴ھ
ماہنامہ
جہانِ رضا
لاہور
مدیر اعلیٰ
محمد منیر رضا قادری
مسلمانو! یہ ہیں امام احمد رضا
تذکرہ مولانا فیض آبادی
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اہلبیت پاک سے رشتہ داریاں
ڈاکٹر ذاکر نائیک کے گمراہ کن عقائد
سندھ میں اک فاروقی
سرسید احمد خان کے گمراہ کن نظریات
مجلس رضا
مرکزی
MARKAZI MAJLIS-E-REZA

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ امام احمد رضا خان قادری بریلوی قدس سرہٗ کے افکار کا حقیقی و تحقیقی ترجمان

ماہنامہ جہانِ رضا لاہور

شمارہ 271 / فروری ۲۰۲۳ء / شعبان المعظم ۱۴۴۴ھ جلد ۳۱

بیاد

مجدد دین و ملت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ

بانی مجلس رضا: حکیم اہلسنّت حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

بانی ماہنامہ: پیرزادہ اقبال احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

ایڈیٹر

پروفیسر سید محمد سرفراز قادری رضوی

محمد منیر رضا قادری رضوی عفی عنہ

مرکزی مجلس رضا

MARKAZI MAJLIS

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
1	مسلمانو! یہ ہیں امام احمد رضا	2
2	تذکرہ مولانا فیض آبادی	12
3	حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اہل بیت پاک رضی اللہ عنہم سے رشتہ داریاں	15
4	ڈاکٹر ذاکر نائیک کے گمراہ کن عقائد و نظریات	20
5	اک فاروقی سندھ میں	27
6	سرسید احمد خان کے گمراہ کن عقائد و نظریات	30
7	کرامات اولیاء	45

زرِ تعاون فی پرچہ -/50 روپے

سالانہ چندہ بذریعہ ڈاک -/800

خط و کتابت ترسیل زر اور ملنے کا پتا

مسلم کتابوی داتا دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ، لاہور

0321-4477511

042-37225605

Email:muslimkitabevi@gmail.com

مسلمانو! یہ ہیں امام احمد رضا

مولانا یٰسین اختر مصباحی

متحدہ ہندوستان کی عظیم وجلیل دینی وعلمی شخصیات میں ایک ممتاز نام ہے:

ابوحنیفۂ ہند، امام احمد رضا، حنفی، قادری، برکاتی، بریلوی قُدِّسَ سِرُّہٗ (وصال ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) ہندو پاک وبنگلہ دیش کے ساتھ، دنیا کے بیشتر ممالک کے ''سوادِ اعظم اہلِ سنّت و جماعت'' کے درمیان آپ کے تعارف وتذکرہ کا دائرہ، وسیع سے وسیع تر ہوتا جارہا ہے۔اور آپ سے نسبتِ محبت وعقیدت کے نقوش، نمایاں سے نمایاں تر ہوتے جا رہے ہیں۔آپ کی ہشت پہلو شخصیت اور اَکابر واَسلاف اہلِ سنّت کے مذہبِ قَوِیم و فکرِ اَصیل پر مشتمل آپ کے پیش کردہ اَفکار وتعلیمات کی درخشندگی وتابنا کی عصرِ حاضر کی ایک مسلمّہ حقیقت بن چکی ہے۔پیش ہے آپ کی متعددُ الجہات شخصیت اور فضل وکمال کا ایک اِجمالی تعارف جس سے آنکھیں، روشن اور دل، شادکام ہوجائیں۔

جسے ''امام احمد رضا'' کا رتبۂ بلند، آپ کا مَنصبِ رفیع اور آپ کی فیض بخش وجلوہ بار زندگی کا شاندار مُرقّع دیکھنا ہو، وہ، مندرجہ ذیل حقائق کو، پیشِ نظر، رکھے۔

اور بصیرت کے ساتھ، ان کے ہر پہلو پر، غائرانہ نظر ڈالتے ہوئے آپ کی دینی و علمی وروحانی عظمت وفضیلت ورفعت کو، تہِ دل سے خراجِ تحسین، پیش کرے:

قلب و نظر کی زندگی، دَشت میں صبح کا، سَماں
چشمۂ آفتاب سے، نور کی نَدِّیاں، رَوَاں

مُتَّحِدَہ ہندوستان کی اَعَاظم واَکابِر شخصیات اور طبقۂ عُلما میں ابوحنیفۂ ہند، امامِ اہلِ سُنَّت مولانا الشَّاہ محمد احمد رضا، حنفی، قادری، برکاتی، بریلوی، اپنے علم ودانش، فکر وفہم، تَجَرُّد

تَفَقُّہ بصیرت وفراست اور کمال و جماعیت، ہرلحاظ سے چودھویں صدی ہجری کے ممتاز و جلیلُ الْقَدر عالمِ دین ومفسّرِ عظیم ومحدِّثِ جلیل و مُتکلّمِ اسلام وفقیہ ومفتیِ اَنام وشیخ ومُرشِد تصوُّف وطریقت ومَدَّاحِ رسولِ مُکَرَّم،اور عاشقِ رسولِ مُعظَّم ہیں۔

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ حِزْبِہٖ وَ عُلَمَائِ اُمَّتِہٖ وَ مَشَائِخِ مِلَّتِہٖ اَجْمَعِیْن۔

۱) جن کا ترجمۂ قرآن (کَنْزُ الْاِیْمَان فِیْ تَرْجَمَۃِ الْقُرْآن) اردو زبان کا سب سے جامع ومُستند ترجمہ ہونے کے ساتھ، ہندو پاک میں،سب سے زیادہ،شائع ہونے،اور ساری اردو دنیا میں،سب سے زیادہ، پڑھا جانے والا،مقبول ترین، ترجمۂ قرآن ہے۔

۲) جن کی ہزاروں صفحات پر مشتمل،تحریرات وفتاویٰ میں،اَحادیثِ نبوی کی جَلوہ سامانی کتبِ حدیث کے حوالوں کی فراوانی،اور علمِ حدیث کے مختلف فنی پہلوؤں پر تحقیقی مباحث ومعارِف دیکھ کر،معاصر علما وفقہا ومحدثینِ کرام نے انہیں ''اَمِیْرُ الْمُؤمِنِین فِی الْحَدِیْث'' قرار،دیا۔

۳) جن کا مجموعۂ فتاویٰ، معروف، بہ ''فتاویٰ رضویہ'' (اَلْعَطَایَا النَّبَوِیَّۃ فِی الْفَتَاوٰی الرَّضَوِیَّۃ) چودھویں صدی ہجری کے ''ابوحنیفۂ ہند'' کا،بے مثال ''فتاویٰ ہندیہ'' اور اردو زبان میں،فقہِ حنفی کا شاہکار ''فقہی اِنسائیکلو پیڈیا'' ہے۔

۴) جنھوں نے اپنے سفرِ حج وزیارت ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء کے دوران کرنسی نوٹ کے پیدا شدہ مسئلہ پر، فَتْحُ الْقَدِیر کا ایک فقہی جُزئیہ پیش کر کے علماء وفقہاے حرمین شریفین کا تذبذب دور کیا کہ: ''اس کی حیثیت،رسید نہیں، بلکہ مال کی ہے۔''

جس کے بعد، عالَمِ اسلام کے سبھی علما وفقہا ومفتیانِ کرام کرنسی نوٹ کے مال ہونے پر شرحِ صدر کے ساتھ مطمئن اور متفق ہو گئے۔

۵) جنہوں نے ۱۹۱۲ء میں بمبئی و کلکتہ وغیرہ کے مسلم اہلِ دولت و ثروت کو ''مسلم بینک'' قائم کرنے کا تحریری مشورہ دیا۔

جب کہ مسلم معاشرہ، بلکہ مسلم اَصحابِ علم و اربابِ فکر اور اہلِ حِرفَت و صَنعت و تجارت کے ذہنوں میں بینک اور اس کے قیام کا، اُس وقت تک کوئی تصور بھی نہیں تھا۔

٦) جنہوں نے جنت طرابلس (۱۹۱۱ء) و جنگِ بلقان (۱۹۱۲ء) و حادثۂ مسجد، مچھلی بازار کان پور (۱۹۱۳ء) و تحریکِ خلافت (۱۹۱۹ء) و تحریکِ تَرکِ موالات (۱۹۲۰ء) و تحریکِ ہجرت (۱۹۲۰ء) کے دوران، مسلمانانِ متحدہ ہند کی ہدایت و رہنمائی کے لئے شرعی احکام و حدود کی تفصیلات بتاتے ہوئے، ہر حال میں، اُنہیں شرعی اَحکام و حدود کی پابندی کی تلقین و تاکید پر مشتمل نہایت وَ اَہم اور فیصلہ کُن فتاویٰ، جاری کئے۔

اور مسلم لیڈروں کی بہت سی بے اصولیوں اور بے اعتدالیوں کی نشان دہی کرتے ہوئے مسلمانانِ متحدہ ہند کو، ان لیڈروں کے تجاوز و انحراف کے خطرناک نتائج و عواقب سے بروقت آگاہ اور متنبہ کیا۔

۷) جن کی بصیرت و دیدہ وَرِی اور دور اندیشی کا روشن نمونہ یہ ہے کہ:

آپ ہی کے حکم کے مطابق آپ کے خلیفہ حضرت مولانا سید سلیمان اشرف بہاری ثُمَّ علی گڑھی (متوفی ۱۳۵۸ھ/ ۱۹۳۹ء۔ مدفون علی گڑھ) صدر یار جنگ، نواب، حبیب الرحمن خاں، شیروانی علی گڑھی (متوفی ۱۹۵۱ء) کی دعوت پر ۱۹۰۲ء میں علی گڑھ کالج سے بحیثیتِ استاذِ دینیات، منسلک ہوئے اور پھر سالہا سال تک شعبۂ علومِ اسلامیہ، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ کے صدر کی حیثیت سے عالمانہ عظمت و وقار اور سربلندی و سرفرازی کے ساتھ، یونیورسٹی کی دینی و علمی فضا اور ماحول پر چھائے رہے۔

اِسی طرح آپ نے ایک مکتوب کے ذریعہ اپنے تلمیذ و خلیفہ حضرت مولانا محمد ظفرالدین احمد قادری رضوی، عظیم آبادی (متوفی ۱۳۸۲ھ/ ۱۹۶۲ء) کو مدرسہ شمس الہدیٰ، پٹنہ (صوبہ بہار) کے بارے میں ہدایت فرمائی کہ: اوراس کا ہاتھ میں رکھنا ضرور ہے۔''

چنانچہ آپ کے دو تلامذہ، مولانا محمد ظفرالدین احمد قادری رضوی عظیم آبادی اور مولانا سید عبدالرشید عظیم آبادی

مدرسہ شمس الہدیٰ، پٹنہ کے مدرس ہوئے۔

اور ایک مدت تک مولانا محمد ظفرالدین احمد قادری رضوی عظیم آباد اس مدرسہ شمس الہدیٰ کے پرنسپل بھی رہے۔

۸) جن کی نعتیہ شاعری (مشمولہ ''حدائقِ بخشش'') نے متحدہ ہندوستان (موجودہ ہندو پاک و بنگلہ دیش) کی سرحدوں کو عبور کرتے ہوئے مختلف ایشیائی ممالک کے ساتھ یورپ اور امریکہ و افریقہ و آسٹریلیا کی، نہ جانے کتنی اور کیسی کیسی مسلم آبادیوں کی فضاؤں کو اپنے رسولِ رحمت مصطفیٰ جانِ رحمت (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم) کی نوا سنجی سے معمور کردیا۔

اور جذب و تاثیر و رجانِ خَلق اور قبولِ عام کا، یہ عالم ہے کہ: اِس معمورۂ عالم میں اردو زبان کا کوئی منظوم سلام اگر آج سب سے زیادہ پڑھا جاتا ہے۔ کسی نغمۂ عشق کی گونج، بحر و برک کی وسعتوں میں، سب سے زیادہ سنائی دے رہی ہے۔ کسی ترانۂ محبت کی لائے، عشاقِ رسول کے کانوں میں سب سے زیادہ رَس گھول رہی ہے جس سے روح میں اِہتزاز اور قلب میں وِجدانی کیفیت طاری ہوجاتی ہے۔

تو وہ، یہ دل کش و دل آویز سلامِ رحمت اور تحفۂ اِخلاص و عقیدت ہے:

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

۹) جنہوں نے متحدہ ہندوستان کے طول وعرض میں اپنی کتب ورسائل، اپنے خلفا و تلامذہ، نیز معاصر علما ومشائخ کرام کے اِشتراک وتعاون سے دعوت واِصلاح و ہدایت کا عظیم فریضہ انجام دے کر مسلمانانِ متحدہ ہند کے ایمان و اسلام کی بنیادوں کو مضبوط و مستحکم اور اُن کی فصیلوں کو بلند وبالا کر دیا۔

۱۰) جنہوں نے علمی وعملی طور سے محبت واطاعتِ نبوی وعشق واِتباعِ مصطفوی کے نقش ونگار کو مزید واضح وروشن کر کے مسلمانانِ متحدہ ہند کے ہر حلقے میں پیغامِ عشقِ رسالت اور پیروِی سنت رسولِ کریم (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کو عام سے عام تر کرتے ہوئے ذاتِ مصطفوی (عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) کے ساتھ سعید وصالح مسلمانوں کی نسبتِ غلامی کو قابلِ رشک ہمواری واستواری اور استحکام واستقلال بخشا۔

۱۱) جو اپنی زبان وقلم کے ذریعہ مسلمانانِ متحدہ ہند کے دلوں میں مشاہیرِ اسلام واکابر واسلافِ کرام کی شمع عقیدت واحترام کی لو، تیز تر کر کے انعامِ خداوندی سے سرفراز نفوسِ قدسیہ کے نقوشِ قدم پہ تاحیات گامزن رہنے کا تاحیات، درس دیتے اور تلقین وتاکید فرماتے رہے۔

۱۲) جو، سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ (مارہرہ مطہرہ) وسلسلۂ حقی (دہلی) وسلسلۂ عزیزی ولی اللّٰھی (دہلی) اور سلسلۂ فرنگی محل (لکھنؤ) کی بے شمار دینی وعلمی وروحانی دولتوں، نعمتوں وراثتوں اور روایتوں کے حامل وامین ہیں۔

جن کے بارے میں عارف باللہ حضرت میاں شیر محمد شرق پوری نقشبندی اور امیر ملت حضرت سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری سیالکوٹی عَلَیْہِمَا الرَّحْمَۃُ

وَالرِّضْوَان کو: غوثِ اعظم، سیدنا عبدالقادر جیلانی، بغدادی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے عالم خواب میں بشارت دی کہ: ''ہندوستان میں ''احمد رضا'' میرے نائب ہیں۔''

۱۴) جنہیں مارہرہ مطہرہ میں خاتم الاکابر سید شاہ آلِ رسول احمدی قادری برکاتی مارہروی نے بوقتِ بیعت و ارادت ہی اجازت و خلافت سے بھی سرفراز فرمایا۔
اور اسی مبارک موقع پر اپنی زبانِ فیض ترجمان سے اِس خصوصی اِلتفات وعنایت کا اظہار فرما کر آپ کو بارگاہِ الٰہی میں پیش کیا جانے والا بیش قیمت ''جنتی برکاتی تحفہ'' بنا دیا کہ: ''اللہ تبارک و تعالیٰ اگر بروزِ قیامت مجھ سے ارشاد فرمائے گا کہ آل رسول! میرے لئے کیا لائے ہو؟ تو میں مولوی احمد رضا کو پیش کر دوں گا۔''

۱۵) جن کی سعادت و سرفرازی کے لئے مرشد طریقت حضرت خاتم الاکابر مارہروی کی بارگاہ سے ''چشم و چراغِ خاندانِ برکات'' کا خطاب دیئے جانے کا بدست حضرت نورُ العارفین سید شاہ ابوالحسین احمد نوری مارہروی ''برکاتی وثیقہ'' صادر ہوا۔

۱۶) جنہیں محدثِ اعظم ہند حضرت مولانا سید شاہ محمد محدث اشرفی کچھوچھوی (وصال ۱۳۸۱ھ) عَلَیۡہِ الرَّحۡمَۃُ وَالرِّضۡوَانِ نے فرمایا:
''اعلیٰ حضرت'' عَلَی الۡاِطۡلَاق، ''امامِ اہل سنت'' فِی الۡآفَاق
مجددِ مِأۃِ حاضرہ، مؤیدِ ملتِ طاہرہ۔

۱۷) جن کے وصال کا ٹیلی گرام (تار) کچھوچھۂ مقدسہ پہنچنے سے پہلے ہی شیخ المشائخ حضرت سید علی حسین اشرفی کچھوچھوی (وصال ۱۳۵۶ھ) نے فرمایا: ''مَیں فرشتوں کے کاندھے پر ''قطبُ الارشاد'' کا جنازہ دیکھ رہا ہوں۔''

۱۸) جنہوں نے اسلامی تصوف و طریقت اور معمولاتِ اہل سنت و جماعت کو اپنی مدلل و مُستند تحریرات و فتاویٰ اور قوتِ استدلال کے ذریعہ، مزید علمی اِستحکام سے

مزین و موثق و موید کرتے ہوئے سوادِ اعظم اہل سنت و جماعت کو مذہب و مسلک کا گہرا شعور اور صحیح عرفان عطا فرمایا۔

۱۹) جنھوں نے اپنے حق شعار و حق نواز و حق نگار قلم کو مسلسل رواں دواں رکھتے ہوئے سوادِ اعظم اہلِ سنت و جماعت کی ہمہ جہت رہنمائی کا گراں قدر اور قابل صد رشک فریضہ انجام دیا۔

۲۰) جن کے فولادی ہاتھوں نے تائید و نصرتِ حق و اہل حق کے ہر مرحلے میں باطل و اہل باطل کے خوں آشام پنجے مروڑ کر انہیں ہزیمت و پسپائی پر مجبور کر دیا۔

۲۱) جن کے رسوخِ علم و فن اور کمالِ مہارت و عبقریت پر تقریباً ایک ہزار وقیع اور گراں قدر کتب و رسائل رضویہ منہ بولتا ثبوت اور شاہد عدل ہیں۔

۲۲) جو پچپن (۵۵) علوم و فنون سے زائد متاعِ علم و دانش اور سرمایۂ فکر و فہم کے ساتھ حدیث نبوی کے بحرِ عمیق و دریائے تحقیق کی غواصی و جوہر شناسی اور ذاتِ نبوی (علٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام) سے وابستگی و شیفتگی و وارفتگی میں عکس ''سِراجُ الہند'' (شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی) و ''شیخ الہند'' (امام المحدثین شیخ عبدالحق محدث دہلوی) ہونے کے ساتھ اپنی حکمت بالغہ میں ''غزالی ہند'' اپنی فراست و بصیرت و تفقُّہ میں ''ابوحنیفۂ ہند'' اور اپنی نعتیہ شاعری میں ''حسانُ الہند'' ہیں۔

۲۳) جو اپنے فضل و کمال زہد و تقویٰ اور اتباع سنت و شریعت کے ہر باب میں ممتاز و فائق الاقران اور مرجعِ علما و فقہائے اسلام ہیں۔

۲۴) جن کا مسلکِ حق و صداقت اور سلسلۂ ذکر و فکر اپنے اکابر و اسلاف سوادِ اعظم اہل سنت و جماعت کے سایہ رحمت میں اُن کے نقوشِ قدم کی اقتدا و اتباع کرتے ہوئے اپنے عقائد و افکار و معمولات میں مکمل طور سے ان کے ساتھ مربوط و منظم اور ہم آہنگ ہے۔

۲۵) جن کی ذات قدسی صفات و ہر زاویہ حیات وخدمات واعمال میں اپنے اکابر علماء و فقہا وصوفیہ ومشائخ کرام کا عکس جمیل ہے۔

۲۶) جن کی مثالی شخصیت خصوصیت کے ساتھ اِمَامُ الْمُحَدِّثِین بَرَکَۃُ اللہِ فِی الْہِند عاشقِ رسول شیخ عبدالحق حنفی قادری محدثِ دہلوی کے رُسوخِ علم و اِستقامتِ دین وکمالِ حکمت وبصیرت اور مجددِ الف ثانی شیخ احمد فاروقی نقشبندی سرہندی کی ہمت وجرأتِ حق گوئی وجذبۂ اعلائے کلمۂ حق کی، اپنے دور میں پرتو و نمونۂ کامل اور تعظیم وتقدیسِ رسالت پناہی (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کی ایمان افروز مہم اور قافلۂ حق وصداقت کی قائد وسالار رہے۔

۲۷) جن کی حیات وخدمات کے مختلف گوشوں پر ہند و پاک کے خالص مذہبی حلقوں کی تحریرات ومضامین ومقالات اور رسائل وکتب کے علاوہ ملک و بیرونِ ملک کی متعدد یونیورسٹیوں کے ریسرچ اسکالروں نے اپنے مقالاتِ تحقیق (ایم فِل و پی ایچ ڈی) کی حوصلہ افزا قطار کا ایک گراں قدر اور قابلِ افتخار سلسلہ قائم کر رکھا ہے۔ چنانچہ ہند و پاک کے علاوہ جامعہ ازہر، قاہرہ، مصر سے کولمبیا یونیورسٹی، امریکہ تک جو مقالاتِ تحقیق لکھے اور یونیورسٹیوں کی طرف سے منظور کیئے جا چکے ہیں ان میں:
پی ایچ ڈی کی تعداد تقریباً چالیس (۴۰) اور ایم فِل کی تعداد پندرہ (۱۵) کے لگ بھگ ہے۔

۲۸) جن کے عظیم المرتبت خلفا وتلامذہ نے متحدہ ہندوستان کے طول وعرض میں اپنے درس وتدریس وعظ وخطابت اصلاح و ہدایت بیعت و ارشاد اور دعوت وتبلیغ کی برکت سے بے شمار مسلم آبادیوں کو فیض یاب وسیراب کیا۔

۲۹) جن کے نام کی نسبت سے ہند و پاک و بنگلہ دیش کے طول وعرض میں سینکڑوں مدارسِ اہل سنت ''رضوی مدارس'' کی حیثیت سے مصروفِ تعلیم وتعلم ہیں۔

۳۰) جن کی وقیع دینی وعلمی خدمات اور تجدیدی کارناموں کی تائید وتحسین کرتے ہوئے علمائے عرب وعجم نے انہیں ''چودھویں صدی ہجری کا مجدد'' قرار دیا۔

فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذٰلِكَ۔

ابوحنیفۂ ہند امام احمد رضا حنفی قادری برکاتی بریلوی کے محاسن وکمالات اور مآثر و خدمات کا دائرہ بے حد وسیع اور ہمہ گیر ہے۔ جن میں آپ کی صلابت واستقامت دینی و عشق رسول واتباع سنت وشریعت اور تفقہ وافتا کو نمایاں مقام حاصل ہے۔

اسی طرح رَدِّ فرق واحزابِ باطلہ میں بھی آپ کی تحریری وقلمی خدمات اپنی مثال آپ ہیں۔

امام احمد رضا حنفی قادری برکاتی بریلوی قُدِّسَ سِرُّہٗ نے خود اپنے بارے میں جو کچھ ارشاد فرمایا ہے، اُسے ذیل میں پڑھ کر آپ کی خصوصیات وصفات اَظْهَرُ مِنَ الشَّمْس ہو جاتی ہیں۔ اپنی دینی وعلمی مجلس میں امام احمد رضا بریلوی قُدِّسَ سِرُّہٗ نے ایک بار ارشاد فرمایا کہ:

''بِحَمْدِ اللّٰه! اگر میرے قلب کے دو ٹکڑے کئے جائیں تو خدا کی قسم! ایک پر لکھا ہوگا: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه۔ دوسرے پر لکھا ہوگا: مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه۔ [1]

ہاں! یہ وہی ''احمد رضا'' ہے جس کا قلب کلمۂ اسلام کا گنجینہ اور عشقِ رسالت کا مدینہ جس کا سینہ علوم ومعارف کا خزینہ اور جس کا قلم حق وہدایت کا سفینہ ہے۔

ہاں! یہ وہی ''احمد رضا'' ہے جو نسبتِ رسول کے ادب واحترام کا درس دیتا اور زندگی بھر اس ادب واحترام کے نمونے ہی کرتا رہا۔

ہاں! یہ وہی ''احمد رضا'' ہے جس نے طوفانوں کی زَد پر تقدیسِ رسالت وتعظیم

---

[1] ص ۲۶۔ اَلْمَلْفُوظ، حصہ سوم۔ ص ۱۰۴۔ حیاتِ اعلیٰ حضرت، حصہ اوّل۔ مطبوعہ رضا اکیڈمی بمبئی

نبوت کی جو تحریک اٹھائی تھی اُس نے عشق و عرفان کی ایسی موسلا دھار بارش برسائی جس سے کشورِ ہندی ہی نہیں بلکہ مختلف اقصائے عالم تک کی سرزمین جل تھل ہوگئی۔ عشق کی سرفرازی کا یہ کتنا عظیم نمونہ ہے کہ: ہند و پاک ہی نہیں ساری دنیائے اردو کے گلی کوچے یک زبان ہو کر زمزمہ خواں بن گئے ہیں:

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

ہاں! یہ وہی ''احمد رضا'' ہے جس کا اسمِ گرامی عصرِ حاضر میں اہل سنت کا سکون قلب اور راحت جاں بن چکا ہے۔ اور صبح و شام اُن کی زبانیں اس عاشق رسول کے ذکر سے شادکام ہو رہی ہیں۔

آفاق میں پھیلے گی کب تک نہ مہک تیری
گھر گھر لئے پھرتی ہے، پیغام صبا تیرا

استاد العلماء حضرت مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری شیخ الحدیث مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور (وصال ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء) فرماتے ہیں:

''جب اعلیٰ حضرت قُدِّسَ سِرُّہٗ کی عمر شریف پچاس (۵۰) برس ہوگئی تو آپ نے اپنی تمام تر توجہ تصنیف و تالیف کی طرف پھیر دی اور فرمایا ''ایک دور یعنی نصف صدی گزر گئی اب ہمیں بھی اپنی عادت میں تبدیلی کرنی چاہئے۔'' چوں کہ لوگ تحریر سے زیادہ استفادہ کرتے ہیں اس لئے اعلیٰ حضرت تقریر کی بہ نسبت تحریر کی طرف زیادہ توجہ فرمایا کرتے تھے۔'' [1]

[1] ص۴۲۔ ''یادِ اعلیٰ حضرت''۔ مؤلفہ: مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری۔ مطبوعہ: مکتبہ قادریہ۔ لاہور

تذکرہ مولانا فیض آبادی

اہل سنت کے عوام وخواص نے جس طرح اپنے اسلاف کی بے قدری، ان کی خدمات وکارناموں سے چشم پوشی اور بے اعتنائی برتی ہے، وہ مجھے دوسرے کسی حلقے میں شاید ہی نظر آئے، ایک سے ایک جلیل القدر عالم، خدارسیدہ بزرگ اور چوٹی کے مصنفین ومبلغین گوشۂ گمنامی کا لقمہ بن گیے، اور یہ اپنوں کی بے توجہی اور بر وقت ان کی خدماتی سوانح مرتب نہ کرنے کا نتیجہ ہے۔

انہیں گمنام شخصیات میں تیرہویں صدی ہجری کے ایک زبردست عالم، متکلم، مناظر، اصولی، مفسر، فارسی زبان کے ماہر ادیب، عربی داں حضرت مولانا حیدرعلی فیض آبادی کا بھی شمار ہوتا ہے۔

مولانا فیض آبادی کی تاریخ پیدائش کا ذکر کتابوں میں نہیں ملتی، البتہ جائے پیدائش اودھ کا مشہور شہر فیض آباد ہے، مولانا فیض آبادی نے جس دور میں شعور کی منزل پر قدم رکھا وہ علم وفن کے عروج کا زمانہ تھا، دہلی میں سراج الہند علامہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور استاذ مطلق علامہ فضل حق خیرآبادی یہ دونوں علم کے کوہِ گراں اپنی اپنی علمی جولانی بکھیرنے میں مصروف تھے۔ مولانا کے دور میں لکھنؤ اہل تشیعہ کا مرکز تھا، خود مولانا کے شہر میں شیعوں کی خاصی تعداد آباد تھی اور اہل تشیعہ کے علما اپنی علمی لیاقت کا لوہا منوایا رہے تھے، مولانا فیض آبادی نے اپنی علمی زندگی کا آغاز فیض آباد سے کی، شیعہ علما کے درسگاہ سے فائدہ اٹھایا اور کافی عرصے تک حصولِ علم میں مشغول رہے، آپ کو یہ جان کر حیرت ہوگی کہ مولانا فیض آبادی ہی وہ پہلے ہندوستانی مصنف ہیں، جنھوں نے سب سے

زیادہ ردشیعہ پر کتابیں تحریر کیں اوران کے عقائدوافکار کے قصرِ بلند کواپنی آہنی دلائل سے مسمار کر کے رکھ دیا۔

مولانا فیض آبادسے مزید اکتسابِ علم کی خاطر دہلی تشریف لے آئے،مولانا رشید الدین خاں دہلوی اورشاہ رفیع الدین کی صحبت میں اپنی عملی پیاس بجھائی،اس کے بعد سراج الہند علامہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی شاگردی اختیار کی اور بعد میں چل کر آپ ان کے ممتاز شاگردوں میں نمایاں ہوئے۔

دہلی سے حصولِ علم کے بعد آپ کچھ عرصہ لکھنؤ میں قیام پذیر رہے، پھر بھوپال اور اس کے بعد آخری مسکن ریاست حیدرآباد کو بنایا، یہاں کے نواب مختارالملک نے آپ کو عہدۂ قضا تفویض کی اورآپ اسی عہدۂ جلیلہ پر تادم وفات قائم رہے، یہاں تک کہ وہ دن بھی آیا جب علم وفن کا یہ سورج اپنی تمام تر ضیاباریوں کے ساتھ افق دنیا پر غروب ہوگیا، آپ کی تاریخ وصال 1299ھ، 1881 / 82ء ہے،حیدرآباد ہی میں مدفون ہوئے۔

آپ کی علمی جاہ وحشمت اور ہر حلقے میں یکساں مقبولیت کے تعلق سے حکیم سید عبد الحی رائے بریلوی نزہۃ الخواطر میں لکھتے ہیں ''وہ علم مناظرہ وکلام کی طرف متوجہ ہوئے، پس اپنے زمانے میں یکتا ہوگیے، ان کے فضل کا اعتراف مخالفین وموافقین سب نے کیا ہے''۔

مولانا فیض آبادی کی سرگرمی اہل تشیعہ کا تعاقب کرنا تھا،انھی سے اخذ علم کا آپ کو یہ فائدہ ہوا کہ آپ ان کے گھر کی کجی اوران کے افکار ونظریات میں موجود ابہام پر مطلع تھے، اس لیے شیعہ نظریات کا رد کرنا آپ کے لیے امر محال نہیں تھا، اورآپ نے اس میدان میں دفاتر کے دفاتر تصنیف فرمائے، جوشیعہ حضرات کے خودساختہ نظریاتی بت کو مسمار کرتا ہوا نظر آتا ہے۔آپ کی اسی خصوصیت کا ذکر کرتے ہوئے سید محمد حسین سید

پوری ''مظہر العلما فی تراجم العلما والکملاء'' میں رقم طراز ہیں ''مولوی حیدر علی فیض آبادی علم مناظرہ وکلام میں فائق الاقران تھے، یوں تو آپ ہر ایک علم وفن اور مذہب کی بحث میں مشہور تھے، مگر بالخصوص ردشیعہ میں کمال حاصل تھا''۔اور ردشیعہ ہی اس وقت آپ کی وجۂ شہرت تھی، آپ نے متعدد کتابیں تصنیف فرمائی، جن میں سوائے ایک دو کے باقی تشنہ طبع رہیں اور کچھ 1857ء کے ہنگامے میں تلف ہوگئیں، انھی تلف شدہ کتابوں میں آپ کی تفسیر قرآن ''فیوضات حیدریہ تکملہ تفسیر عزیزی'' بھی تھی، یہ تفسیر دراصل شیخ عبد العزیز محدث دہلوی کا عظیم علمی کارنامہ تھا جو کسی وجہ سے مکمل نہ ہوسکا تھا، اس تفسیر کے تکملہ کا بیڑا سراج الہند کے تلمیذ رشید مولانا فیض آبادی نے اٹھایا، یہ تفسیر فارسی زبان پر مشتمل منفرد مقام کی حامل تھی، اس میں علم وعرفان کے اسرار پنہاں تھے، 27 جلدوں کی تفسیر عزیزی کا یہ تکملہ ذخامت کے اعتبار سے ہزاروں صفحات پر محیط ہے، ایسا نہیں ہے کہ مصنف نے اس میں غیر ضروری قصص وواقعات سے کام لیا ہے، بلکہ یہ ایک عالمانہ اور محققانہ تفسیر ہے، افسوس 1857ء کے ہنگامے میں یہ تفسیر بھی ضائع ہوگئ۔

حضرت مولانا فیض آبادی کی ذات شش جہت تھی، آپ نے زندگی کے قلیل مدت میں کوہِ ہمالہ جیسی خدمات انجام دی، عقائد اہل سنت کے عظیم محافظ رہے، شیعوں کے رد و ابطال کو موضوعِ خاص بنایا، مسئلہ امتناع النظیر اور امکان کذب میں علامہ فضلِ حق خیرآبادی کے مؤقف پر قائم رہے اور ان کے اکثر فتوؤں کی تائید وتصدیق کی، علامہ شاہ فضل رسول بدایونی کی کتاب ''المعتقد المنتقد'' پر اپنی عالمانہ تقریظ رقم فرمائی اور شاہ اسماعیل دہلوی کے خیالات کی تردید کرتے ہوئے حق وباطل میں امتیاز کر کے رکھ دیا۔

ایسی اور اس طرح کی بے شمار عبقری اور فضلائے روزگار شخصیات ہماری غفلتوں کا شکار ہوگئیں، جن کے کارنامے تو کجا ہم نام تک نہیں جانتے۔!

وے لوگ ہم نے ایک ہی شوخی میں کھو دیے
پیدا کیے تھے چرخ نے جو خاک چھان کر

نوٹ: اس مضمون کی ترتیب میں علامہ اسید الحق بدایونی کی کتاب "افہام وتفہیم" سے بھرپور استفادہ کیا گیا ہے، بعض چیزیں حذف کر دی ہیں، بخوفِ طوالت

مسرور احمد فیض آبادی

❀❀❀

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اہلبیت پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے رشتہ داریاں

مفتی محمد قمر الزمان رضوی

حضرت ابوبکر صدیق وہ پیارے صحابی ہیں جو نبی پاک ﷺ کے ساتھ سفر وحضر میں ہر وقت ساتھ ہوتے تھے اور ہر وقت جلوہ محبوب ان کے پیش نظر ہوتا تھا۔ سیدنا صدیق اکبر نے آقا ﷺ کی حیات طیبہ سے لے کر اپنی وفات تک کبھی بھی اہل بیت کی خدمت میں کمی نہ آنے دی، بلکہ آپ کی اہل بیت سے یہ خصوصی محبت آپ کی اولاد میں بھی منتقل ہوتی رہی اور یوں آپ کی اہل بیت سے مضبوط رشتہ داری قائم ہوگئی اس رشتہ داری کی ابتداء آپ نے خود ہی فرمائی تھی جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

پہلی رشتہ داری: حضرت ابوبکر صدیق نے اپنی لاڈلی شہزادی حضرت عائشہ صدیقہ کا نکاح ۱۰ بعثت نبوی، شوال المکرم کے مہینے میں اپنے محبوب آقا ﷺ سے کیا۔ اس وقت سیدتنا عائشہ صدیقہ کی عمر چھ سال تھی نکاح کے تین سال بعد شوال المکرم ہی کے مہینے میں ۹ سال کی عمر میں آپ کی نبی اکرم ﷺ کے کاشانہ اقدس میں رخصتی ہوئی۔ آپ

رضی اللہ عنہا کو ۹ سال اور پانچ ماہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت حاصل رہی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے وقت آپ رضی اللہ عنہا کی عمر اٹھارہ سال تھی۔

(تہذیب التہذیب، من اسمہ عبداللہ، ج ۴، سیر سید الانبیاء، ص ۱۲۰)

دوسری رشتہ داری: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ محترمہ ام المؤمنین حضرت میمونہ بنت حارث اور حضرت ابوبکر صدیق کی زوجہ محترمہ حضرت اسماء بنت عمیس یہ دونوں والدہ کی طرف سے بہنیں تھیں، ان کی والدہ محترمہ کا نام ''ہند بنت عوف'' ہے اور انہیں ''خولہ بنت عوف'' بھی کہا جاتا ہے یوں اس مبارک رشتے سے آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق ہم زلف ہوئے۔

تیسری رشتہ داری: حضرت ابوبکر صدیق کے نواسے حضرت سیدنا عبداللہ بن زبیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھتیجے ہیں، کیوں کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی اور حضرت عبداللہ بن زبیر کی دادی حضرت صفیہ ہیں عبداللہ بن عبدالمطلب۔ صفیہ بنت عبدالمطلب عبداللہ بن اسماء بنت ابی بکر صدیق عبداللہ بن زبیر بن صفیہ بنت عبدالمطلب۔

چوتھی رشتہ داری: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ اُم المؤمنین حضرت سیدتنا خدیجۃ الکبریٰ حضرت ابوبکر صدیق کے نواسے حضرت عبداللہ بن زبیر کی پھوپھی دادی ہیں اور یوں سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حضرت عبداللہ بن زبیر کے دو رشتے ہوئے: حضرت سیدتنا خدیجہ کے زوج ہونے کی وجہ سے پھوپھا دادا ہوئے اور حضرت سیدتنا صفیہ کے بھتیجے ہونے کی وجہ سے چچا ہوئے۔ عبداللہ بن زبیر بن صفیہ بنت عبدالمطلب عبداللہ بن زبیر بن عوام بن خویلد۔ اُمّ المؤمنین خدیجۃ الکبری بنت خویلد۔

پانچوایں رشتہ داری: حضرت ابوبکر صدیق کے نواسے یعنی حضرت عبداللہ بن زبیر بن عوام جن کی والدہ حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق ہیں یہ حضرت امام حسن کے داماد

محترم ہیں کہ حضرت امام حسن کی بیٹی حضرت امّ الحسن حضرت عبداللہ بن زبیر کی زوجہ ہیں لہٰذا ان سے ہونے والی اولاد اپنے والد کی طرف سے صدیقی اور والدہ کیطرف سے ''علوی وفاطمی'' حسنی ہے۔

چھٹی رشتہ داری: حضرت ابوبکر صدیق کے ایک بیٹے حضرت محمد بن ابوبکر ہیں جن کی والدہ حضرت اسماء بنت عمیس ہیں حضرت ابوبکر صدیق کے وصال کے بعد آپ رضی اللہ عنہا سے امیر المؤمنین حضرت علی المرتضٰی نے نکاح فرمایا چنانچہ، حضرت محمد بن ابوبکر حضرت علی المرتضٰی کے سوتیلے بیٹے ہوئے البتہ ان سے ہونے والی تمام اولاد صدیقی ہی کہلائے گی۔ حضرت علی المرتضٰی کی وہ اولاد جو حضرت فاطمۃ الزہراء سے ہے جیسے حضرت امام حسن وحسین وغیرہ، یہ تمام حضرت محمد بن ابوبکر کے سوتیلے بہن بھائی ہوئے۔ حضرت علی المرتضی کے حضرت اسماء بنت عمیس سے دو بیٹے حضرت سیدنا عون اور حضرت سیدنا یحییٰ ہیں، یہ دونوں حضرت سیدنا محمد بن ابوبکر کے اخیافی یعنی ماں شریک بھائی ہوئے اور والد کی طرف سے علوی کہلائیں گے۔ حضرت سیدنا علی المرتضی کی دیگر ازواج سے ہونے والی اولاد اور حضرت سیدتنا اسماء بنت عمیس۔ اسے ہونے والی اولاد علاتی یعنی باپ شریک بہن بھائی ہوئے اور والد کی طرف سے علوی کہلائیں گے۔

ساتواں رشتہ: حضرت علی المرتضی شیر خدا کے صاحب زادے حضرت امام حسین کی زوجہ محترمہ حضرت شہر بانو اور حضرت ابوبکر صدیق کے بیٹے حضرت محمد بن ابوبکر کی زوجہ دونوں آپس میں سگی بہنیں تھیں۔ سیدنا علی المرتضی اور سیدنا ابوبکر صدیق دونوں کی بہوئیں آپس میں سگی بہنیں تھیں۔ حضرت سیدنا علی المرتضی کے دور خلافت میں حضرت حریث بن جابر جعفی نے شاہ ایران یزدجرد بن شہریار کی دو بیٹیاں آپ کی خدمت میں بھیجی تو آپ نے ان میں سے بڑی بیٹی کا نکاح اپنے بیٹے حضرت سیدنا امام حسین سے فرمادیا اور چھوٹی

بیٹی کا نکاح حضرت سیدنا محمد بن ابو بکر سے فرمادیا ان سے حضرت سیدنا امام حسین کے بیٹے حضرت سیدنا امام زین العابدین پیدا ہوئے۔ اور حضرت سیدنا محمد بن ابو بکر کے بیٹے حضرت سیدنا محمد بن ابو بکر صدیق اور حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کے بیٹے حضرت امام حسین ہم زلف ہوئے۔

(لباب الانساب والالقاب والاعقاء، ابناء علی، العلویۃ الجعفریۃ والعقیلیۃ، ج۱، ص ۲۲)

آٹھویں رشتہ داری: حضرت امام جعفر صادق کی والدہ محترمہ کا اسم گرامی حضرت ام فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق ہے جبکہ آپ کے والد گرامی کا اسم مبارک حضرت سیدنا امام محمد باقر بن علی زین العابدین بن حسین بن علی المرتضی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہے۔ یوں آپ رضی اللہ تعالیٰ والدہ کی طرف سے حضرت ابو بکر صدیق اور والدہ کی طرف سے حضرت سیدنا علی المرتضی سے جا ملتے ہیں۔ یعنی آپ والدہ کی طرف سے ''صدیقی'' اور والد کی طرف سے ''علوی و فاطمی'' ہیں سیدنا جعفر بن ام فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق سیدنا جعفر بن محمد باقر بن علی زین العابدین بن حسین بن علی المرتضی۔

نویں رشتہ داری: حضرت ابو بکر صدیق کی پوتی یعنی حضرت سیدنا عبد الرحمٰن بن ابو بکر کی بیٹی حضرت حفصہ بنت عبد الرحمن بن ابی بکر حضرت امام حسین کی زوجہ ہیں یوں حضرت امام حسین حضرت ابو بکر صدیق کے داماد محترم ہوئے۔ لہٰذا ان سے ہونے والی اولاد اپنے والد کی طرف سے ''علوی و فاطمی'' اور والدہ کی طرف سے ''صدیقی'' ہے۔

(الطبقات الکبری لابن سعد، تسمیہ نساء اللواتی۔۔۔ الخ، ج ۸، ص ۳۴۲ ملخصاً)

محبت کا انوکھا انداز: حضرت ابو بکر صدیق کے خاندان اور اہل بیت میں محبت کا ایک ایسا انوکھا انداز بھی دیکھنے میں آیا جو اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ ان دونوں مبارک

خاندانوں میں ظاہری رشتہ داری کے علاوہ بہت ہی گہری الفت ومحبت کا باطنی رشتہ بھی قائم تھا وہ یوں کہ ان دونوں مبارک خاندانوں کے کئی افراد کے نام مشترک ہیں (ایک ہی جیسے ہیں)اور اس بات کی اہمیت سے کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ جب اپنے بچے یا بچی کا نام رکھتا ہے تو عموماً ان لوگوں کے نام پر رکھتا ہے جو اسے بہت ہی زیادہ پسند ہوں اور ان لوگوں کے نام پر نام رکھنے سے بچتا ہے جو اسے ناپسند ہوں۔مبارک خاندانِ صدیق اکبر اور عظیم خاندان اہلبیت میں محبت کے اس انوکھے انداز کو بھی ملاحظہ کیجیے

۱) جناب سیدنا ابوبکر صدیق اکبر کا نام نامی اسم گرامی ”عبد اللہ“ اور آپ کے بڑے بیٹے کا اسم گرامی بھی ”عبد اللہ“ ہے۔اسی طرح امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کے ایک بیٹے کا نام گرامی بھی ”عبد اللہ“ ہے اور آپ کے سب سے بیٹے امام حسن وامام حسین کے بھی ایک ایک بیٹے کا نام ”عبد اللہ ہے۔

۲) حضرت ابو بکر صدیق کے ایک بیٹے کا نام ”محمد“ ہے۔حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کے ایک بیٹے کا نام ”محمد“ ہے اور آپ کے بیٹے حضرت امام حسن کے ایک بیٹے کا نام بھی ”محمد“ ہے۔

۳) حضرت ابو بکر صدیق کے ایک بیٹے کا نام ”عبد الرحمٰن“ ہے اسی طرح حضرت امام حسن کے ایک بیٹے کا نام بھی ”عبد الرحمٰن“ ہے۔

۴) حضرت ابو بکر صدیق کے نواسے کا نام ”قاسم“ ہے اور حضرت امام حسن کے ایک بیٹے کا نام ”قاسم“ ہے۔

۵) حضرت ابو بکر صدیق کی سب سے چھوٹی بیٹی کا نام ”اُمِّ کلثوم“ ہے جبکہ حضرت علی المرتضیٰ کی دو بیٹیوں کا نام ”اُمِّ کلثوم“ ہے۔

۶) حضرت امام حسن کے ایک بیٹے کا نام ”ابو بکر“ ہے اور حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کے ایک بیٹے محمد اصغر کی کنیت ”ابو بکر“ ہے۔(ملخص از سوانح کربلا،ص ۱۲۶)

فائدہ: محققین، مؤرخین اور اہلِ علم حضرات پر یہ بات مخفی نہیں ہے کہ خاندانِ اہلِ بیت حضرت مولا علی اور حضرات حسنین کریمین کی اولادِ مبارکہ میں ابوبکر، عمر، عثمان، بکثرت ملتے ہیں۔(تفصیل کیلئے نسب کی کتب کیطرف مراجعت فرمائیں)ان حضرات کی محبت ومودت کی شہادت تو قرآن نے دی ہے۔اور آپس میں گہری قریبی رشتے داریاں بھی ہیں۔تو سمجھ لینا چاہیے کہ جو ان عظیم حضرات (جانشین رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خلفائے ثلاثہ) کا دشمن ہے وہ مولا علی المرتضی کا بھی دشمن ہے۔

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

❀❀❀

ڈاکٹر ذاکر نائیک کے گمراہ کُن عقائد ونظریات

تحریر: ڈاکٹر فیض احمد چشتی

محترم قارئینِ کرام: دورحاضر کا مشہور اسکالر' کوٹ ٹائی میں ملبوس ماڈرن اسلام کا شیدائی ڈاکٹر ذاکر نائیک بھی غیر مقلدین اہلحدیث فرقے سے تعلق رکھتا ہے کچھ عرصے قبل نجی ٹی وی چینل سے بات کرتے ہوئے ڈاکٹر شاہد مسعود کے ایک سوال کے جواب میں اس نے کہا کہ میرا تعلق اہلحدیث فرقے سے ہے اور میں ذاتی طور پر اہلحدیث ہوں۔ (جیو ٹی وی انٹرویو 2008)۔ڈاکٹر ذاکر نائیک کے جواب سے واضح ہو گیا ہے کہ جو عقائد غیر مقلدین فرقے کے ہیں' وہی عقائد ڈاکٹر ذاکر نائیک کے ہیں۔اس کے علاوہ بھی ڈاکٹر ذاکر نائیک نے جو شعائر اسلام کے خلاف باتیں کیں ہیں وہ بھی ملاحظہ ہوں:

ذاکر نائیک خارجی کہتا ہے اللہ عزوجل انسانی شکل میں دنیا میں آکر خدا نہ رہے گا:

ہندؤں کے نزدیک ان کے دیوتا اور بھگوان انسانی شکل میں دنیا کے اندر آسکتے ہیں اور دنیا میں اپنی کارستانیاں دکھا سکتے ہیں۔ وہابی بھی بالکل یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انسانی شکل میں دنیا میں آسکتا ہے۔ حیرت بالائے حیرت یہ کہ ہندؤں کے نزدیک ان کا خدا اگر دنیا میں آجائے تو وہ پھر بھی ان کے نزدیک خدا ہی رہتا ہے، لیکن وہابیوں کے نزدیک جب اللہ انسانی شکل میں دنیا میں آئے گا تو وہ خدا ہی نہیں رہے گا، نعوذ باللہ۔ چنانچہ اہل حدیث فرقہ کے پیشوا غیر مقلد خارجی ڈاکٹر ذاکر نائیک نے کہا: خدا اگر چاہے تو انسانی شکل وصورت میں آسکتا ہے مگر جونہی وہ انسانی پیکر میں ظاہر ہوگا وہ خدا نہیں رہے گا اور خدا کے مرتبہ اور منصب سے معزول ہو جائے گا۔ (خطبات ذاکر نائیک جلد 1 صفحہ 76 مطبوعہ مونال پبلی کیشنز راولپنڈی)

اف رے مفکر یہ جوش تعصب آخر
بھیڑ میں ہاتھ سے کمبخت کے ایمان گیا

ڈاکٹر ذاکر نائیک سے اگر ہندو سوال کرے گا تو جواب میں اس کو وہ میرے بھائی کہہ کر مخاطب کرتا ہے۔ (کتاب: خطباتِ ذاکر نائیک صفحہ نمبر 259 سٹی بک پوائنٹ اردو بازار کراچی)

تبصرہ: ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے کیا کبھی کافر مسلمان کا بھائی ہو سکتا ہے؟

قرآن وحدیث میں یہ ذکر کہیں بھی نہیں ہے کہ عورتیں مساجد میں جاسکتیں۔
(کتاب: خطباتِ ذاکر نائیک صفحہ نمبر 272 سٹی بک پوائنٹ اردو بازار کراچی)

تبصرہ: کیا ذاکر نائیک نے تمام حدیثیں پڑھ لیں؟

اسلام میں فرقوں کی گنجائش نہیں ہے۔ (کتاب: خطباتِ ذاکر نائیک صفحہ نمبر 316 مطبوعہ سٹی بک پوائنٹ اردو بازار لاہور)

تبصرہ: جب ڈاکٹر ذاکر نائیک کے نزدیک فرقوں کی گنجائش نہیں ہے تو پھر ٹی وی چینلز پر اپنے آپ کو اہلحدیث فرقے کا مولوی کیوں کہلواتا ہے؟

جب کسی مسلمان سے پوچھا جاتا ہے کہ تم کون ہو عموماً جواب یہ ملتا ہے کہ میں سنی ہوں یا میں شیعہ ہوں اسی طرح کچھ لوگ اپنے آپکو حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی کہتے ہیں اور کوئی یہ کہتا ہے کہ میں دیوبندی ہوں یا بریلوی ہوں۔ ایسے لوگوں سے پوچھا جاسکتا ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا تھے؟ کیا وہ حنبلی، شافعی، حنفی یا مالکی تھے؟ بالکل نہیں۔

(کتاب: خطباتِ ذاکر نائیک صفحہ نمبر 317 سٹی بک پوائنٹ اردو بازار کراچی، چشتی)

تبصرہ: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سنی، حنبلی، حنفی، شافعی اور مالکی نہ تھے تو کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہلحدیث تھے؟ بالکل نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھنا، پڑھنا نہیں جانتے تھے۔ (معاذ اللہ)

(خطبات ذاکر نائیک صفحہ نمبر 5857)

تبصرہ: ڈاکٹر ذاکر نائیک اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیان کی ہوئی حدیثیں پڑھ کر خود کو پڑھا لکھا ظاہر کرتا ہے اور جن کی حکمت و دانائی سے بھرپور حدیثیں بیان کرتا ہے اس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق یہ لکھتا ہے کہ وہ (معاذ اللہ) پڑھے لکھے نہ تھے دوسری زبان میں یوں سمجھ لیں کہ نائیک نے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان پڑھ لکھا۔ کیا اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان پڑھ کہنے والا خود پڑھا لکھا ہو سکتا ہے؟

تین طلاقیں تین نہیں بلکہ ایک ہیں۔

تبصرہ: تین طلاق کے تین ہونے پر پوری امت مسلمہ کا اجماع ہے اور ڈاکٹر ذاکر نائیک کے نزدیک تین طلاقیں ایک ہیں لہٰذا اجماع امت کا انکار کرنے والا گمراہ ہے۔

معرکہ کربلا سیاسی جنگ تھی اور یزید پلید کو (رحمۃ اللہ علیہ) کہا۔

تبصرہ: ڈاکٹر ذاکر نائیک نے معرکہ کربلا کو سیاسی جنگ قرار دے کر گھرانہ اہلبیت رضی اللہ عنہم کی قربانیوں کا مذاق اڑایا ہے اور دشمن اسلام اور دشمن اہلبیت یزید پلید کو رحمۃ اللہ علیہ کہہ کر ثابت کر دیا ہے کہ میں یزیدی ہوں۔

مزارات پر حاضری دینا' غیر اللہ کا وسیلہ پیش کرنا اور میلاد کی محافل کا انعقاد شرک ہے۔

تبصرہ: ڈاکٹر ذاکر نائیک دراصل ہندوستان کے شہر مدراس کا رہنے والا ہے یعنی مدراسی ہے نہ وہ کسی دارالعلوم سے فارغ التحصیل ہے یعنی وہ عالم دین نہیں ہے اپنی طرف سے جو جواب سمجھ میں آتا ہے وہ دینا شروع کر دیتا ہے اگر وہ واقعی عالم دین ہوتا تو ایسے جوابات ہرگز نہ دیتا لہٰذا ذاکر نائیک سے ہماری گزارش ہے کہ وہ علم دین سیکھ لے تاکہ گمراہیت سے بچ جائے۔

فجر کی سنتوں کی کوئی خاص اہمیت نہیں ہے مولویوں نے اسے اہمیت والا بنا دیا ہے۔ (پروگرام پیس ٹی وی چینلز 2007)

تبصرہ: ڈاکٹر ذاکر نائیک اگر صحاح ستہ پڑھ لیتا یعنی بخاری شریف' مسلم شریف' ابوداؤد شریف وغیرہ پڑھ لیتا تو کبھی اس طرح اہمیت والی عبادت کو غیر اہم قرار نہ دیتا مگر افسوس کہ اس نے کبھی علم سیکھنے کی کوشش ہی نہیں کی۔

ڈاکٹر ذاکر نائیک نے اجماع امت سے ہٹ کر دین کی نئی راہیں گھڑ لیں

ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ
دیتے ہیں دھوکا یہ بازی گر کچھ

ڈاکٹر ذاکر نائیک کا خیال یہ ہے کہ سلف کے طریق سے ہٹ کر دین کی جدید تشریح کی ضرورت ہے۔ ائمہ اربعہ کی تقلید (جس پر پوری امت متفق چلی آرہی ہے) امت کی گمراہی کی اصل بنیاد ہے۔

مرد اور عورت کی نماز میں کوئی فرق نہیں (حالانکہ متعدد ہدایات میں فرق بیان کیا گیا ہے، چشتی)

دین کے بارے میں ہر شخص فتویٰ دے سکتا ہے فتویٰ کا مطلب اپنی رائے دینا ہے۔ (یہ دین کا مذاق اڑانے کے مترادف ہے)

مرد عورت سے ذمہ داری میں اونچا ہے نہ کہ فضیلت میں (یہ آیات قرآنیہ میں تحریف معنوی ہے۔

ننگے سر نماز پڑھنا جائز ہے۔ (یہ بے ادبی کا انداز ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ عمامہ پہنتے تھے)

بغیر وضو کے قرآن مجید کو ہاتھ لگانا جائز ہے (یہ بات قرآن وحدیث کے مفہوم کے خلاف ہے، چشتی)

آیت (ویعلم مافی الارحام) کے معنیٰ سمجھنے میں مفسرین کو غلطی ہوئی ہے، اس میں جنین کی جنس نہیں، بلکہ اس کی فطرت مراد ہے۔ (یہ تفسیر بالرائے ہے، چشتی)

آیت (اذا جاءك المومنات يبايعنك) الایۃ میں بیعت کے لفظ میں آج کل کے الیکشن کا مفہوم بھی داخل ہے۔ (یہ بھی تفسیر بالرائے ہے)

خون بہہ جانے کی صورت میں وضو نہیں ٹوٹتا، اس بارے میں فقہ حنفی کا فتویٰ غلط ہے۔ (جب کہ حدیث میں خون بہہ جانے سے وضو ٹوٹنے کا حکم ہے)

حالتِ حیض میں عورت قرآن پڑھ سکتی ہے۔ (جمہور علماء اس کی اجازت نہیں دیتے)

خطبہ جمعہ عربی کے بجائے مقامی زبان میں ہونا چاہیے (یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دائمی عمل کے خلاف ہے وعظ ونصیحت اور چیز ہے اور خطبہ دوسری چیز۔ خطبہ جو کہ

دو رکعت کے قائم مقام ہے عربی میں ہی ضروری ہے)۔

تین طلاق سے صرف ایک طلاق واقع ہوتی ہے۔(جب کہ تین پر اجماع منعقد ہو چکا ہے)

پوری دنیا کے مسلمانوں کو ایک ہی دن عید کرنا چاہیے۔(حالاں کہ ایسا ممکن نہیں)

ڈاکٹر صاحب کے نزدیک مدت اقامت صرف پانچ، چھے دن ہے۔(جب کہ حدیث میں پندرہ دن کا ذکر ہے، چشتی)

ان کے ہاں تراویح آٹھ رکعت ہے۔(جب کہ بیس رکعت پر پوری امت کا اجماع ہے)

عورت کے چہرے کا پردہ ضروری نہیں۔(حالاں کہ ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا مردوں کے سامنے سے گزرتے ہوئے چہرے کا پردہ کرنا حدیث سے ثابت ہے)

چند مواقع کے علاوہ ہر جگہ ایک عورت کی گواہی معتبر ہے۔(یہ قرآن حکیم کے حکم کی صاف مخالفت ہے، چشتی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متعدد شادیاں سیاسی مفادات کی خاطر کیں۔(جب کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام نکاح اللہ کے حکم سے ہوئے، ان میں بہت سی دینی حکمتیں تھیں، نہ کہ سیاسی مفادات، چشتی)

ڈاکٹر ذاکر نائیک کے نزدیک مچھلی کے علاوہ دریا کے کیڑے مکوڑے بھی حلال ہیں (جب کہ حدیث میں صرف مچھلی کی حلت کا ذکر ہے اور مچھلی کی تمام قسمیں حلال ہیں۔مچھلی وہ ہے جس میں ریڑھ کی ہڈی ہو، سانس لینے کے گل پھڑے ہوں اور تیرنے کے لیے پر ہوں، جب کہ کیکڑے میں یہ تینوں چیزیں نہیں ہوتیں)

ڈاکٹر ذاکر کے ہاں مشینی ذبیحہ بھی حلال ہے۔(جب کہ ان کا نظریہ قرآن وسنت کے سراسر خلاف ہے)

ڈاکٹر ذاکر نائیک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات کے منکر ہیں۔(جب کہ عقیدہ حیات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر امت کا اجماع ہے،صرف معتزلہ اور روافض اس کے منکر ہیں)

قرآن وصحیح حدیث میں وسیلہ کرنے کا ذکر نہیں۔(حالانکہ صحیح احادیث سے وسیلہ ثابت ہے)

ہم نے یہ تمام مسائل ذاکر نائیک کی ان کتب سے اخذ کیے ہیں جو تصدیق کرنا چاہیں وہ یہ کتب پڑھیں خطبات ذاکر نائیک، اسلام پر چالیس اعتراضات، اسلام اور عالمی اخوت، اسلام میں خواتین کے حقوق اور ٹی وی پروگرام "گفتگو")

ذاکر نائیک سے کوئی بھی سوال کیا جائے تو فوراً جواب آتا ہے سورہ انفال آیت 17 حالانکہ کوئی شخص بھی اس طرح برجستہ جواب نہیں دے سکتا میں ڈاکٹر ذاکر نائیک پر الزام نہیں لگاتا آپ خود ہی تحقیق کرلیں جو یہ آیت نمبر بتاتا ہے اس سوال کا جواب اس آیت میں ہوتا ہی نہیں ہے یعنی اپنی طرف سے آیت نمبر کہہ کر قرآنی آیت کا مفہوم بتا کر آگے بڑھ جاتا ہے، تحقیق ضرور کیجیے گا۔محترم قارئین! یہ تو چند جھلکیاں ڈاکٹر ذاکر نائیک کے عقائد کی تھیں اس کے علاوہ جتنے اہلحدیث فرقے کے عقائد ونظریات ہیں یہ انہی عقائد ونظریات پر کاربند ہے لہٰذا عوام الناس کو چاہیے کہ وہ ایسے لوگوں کے خطبات سننے سے پرہیز کریں یاد رکھیے تقابلِ ادیان کا علم رٹ لینے سے فقط کوئی عالمی مذہبی اسکالر نہیں بن جاتا بلکہ علم کے ساتھ رب کا فضل بھی ہونا چاہیے جو صرف سنی صحیح العقیدہ شخص کو ہی مل سکتا ہے۔اللہ تعالیٰ اہلِ اسلام کو ان فتنوں سے بچائے آمین۔)

اک فاروقی سندھ میں

تحریر: شاہ زیب رضوی

خلیفہ ثانی سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو خدا تعالی نے وہ خداداد قوتوں سے نوازا کہ سُپر پاور قوتوں کے تاج و تخت کو اُلٹ دیا کرتے یہی کام آپکی اولاد پاک کے حصے میں آیا مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی نے بھی اپنے آباء واجداد کی سنت کو اپناتے ہوئے ظالم جابر بادشاہ کے پاؤں لڑکھڑا دیئے مگر اپنی گردن نا جھکنے دی کیوں نا ہوں کہ اولاد فاروقی جو ہے۔

اسی طرح اِنہیں کی اولاد کے چشم و چراغ پیر طریقت مخدوم ہاشم جان سرہندی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں جنہوں نے نا صرف ہند میں بلکہ سندھ میں آنے والے باطل فرقوں کا رد بلیغ فرمایا۔ حضرت مولانا محمد ہاشم سرہندی ابن خواجہ محمد حسن جان سرہندی 14 ذیقعدہ 10 جنوری (1902 / 1323ھ) ٹنڈو سائیں دادو سندھ میں پیدا ہوئے آپ کا سلسلہ نسب امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی سے جا ملتا ہے۔

آپ نے کتب فارسی اپنے والد محترم شیخ محمد حسن جان سرہندی سے پڑھنے کے بعد قرآن مجید حفظ کیا اور عربی کا اغاز بھی والد محترم سے فرمایا مزید شرح وقایہ تک پڑھنے کے بعد اجمیر شریف مولانا معین الدین اجمیری سے تعلیم حاصل کرنے کے لیے روانہ ہوگئے وہاں جا کر آپ نے علوم فقیہ اور فلسفہ کی تکمیل کی مزید راجھستان جا کر وہاں کے جیّد علماء سے تحصیل کیا غرض گیارہ سال بیرون سندھ رہ کر علم و فضل کی دولت سے مالا مال ہوتے رہے زیادہ تر آپ اجمیر ہی میں مقیم رہے اور لوگوں کو علم و فضل سے سیراب کرتے رہے۔

مولانا پیر ہاشم جان سرہندی صورت و سیرت اور علم و فضل میں بے مثال شخصیت کے مالک تھے۔

مولانا ممدوح ایک متبحر عالم باکمال مقرر ماہر طبیب بھی تھے ان کی تقاریر سے علمی صلاحیتوں کا خوب اندازہ ہوتا تھا۔

آپ سندھ کے رہنے والے سندھی تھے مگر تقاریر میں ایسی تیز روانی سے اردو بولتے کہ اردو ادب کے ماہر معلوم ہوتے۔

دینی اور ملی تحریکوں سے آپکو بچپن ہی سے شغف رہا آپ کے والد محترم خواجہ حسن جان نقشبندی سرہندی نے تحریک پاکستان کے سلسلہ میں بھی مریدین متعلقین کو خطوط کے ذریعے اور زبانی حصہ لینے کی ھدایت کی۔

قیام پاکستان کے بعد آزادی کشمیر کے لیے آپکے کثیر مریدین جنگ کے لیے جمع ہو گئے مگر حکومت پاکستان سے اجازت نا ملی۔

پیر ہاشم جان سرہندی کے دل میں ملک پاکستان کی سلامتی اسلام اور مسلمانوں کے لیئے بے پناہ درد تھا آپ دشمنان اسلام کے خلاف شمشیر بے نیام تھے۔

سندھ کے مشہور آزادانہ خیال کے مالک جی ایم سید یوں تو پہلے آپ ہی کے حلقہ ارادات سے وابستہ تھا مگر جب جی ایم سید کے عقائد و نظریات میں خرابی واقع ہوئی قرآن مجید کی توہین کی تو اسکے بعد آپ نے لاتعلقی کا اعلان کیا اور تمام تر روابط ختم کر دیئے ایک مرتبہ مدینۃ المنورہ میں آپ موجود تھے جی ایم سید جب ملنے کے لیے آیا تو آپ نے یہ کہہ کر ملنے سے انکار کر دیا کہ تمہارے خدا و رسول کے خلاف جملے کہنے کی وجہ سے تم سے نفرت ہے۔ یہ کہہ کر آپ نے تلاوت قران کرنا شروع کر دی۔ آپ سے کسی نے پوچھا آپ کے نزدیک کونسا فتنہ بڑا ہے؟۔ آپ نے فرمایا یہاں لادینیت کا فتنہ سب سے بڑا فتنہ ہے جسکی پرورش شیخ ایاز اور جی ایم سید (G M SYED) نے کی۔

ان لوگوں دین نے اسلام اور اصول دین پر بڑے حملے کیے یہ قادیانیت سے

زیادہ خطرناک فتنہ ہے۔

جون 1972 میں سندھ میں بعض شر پسند عناصر نے لسانی ہنگامہ کھڑا کیا تو پیر محمد ہاشم جان سرہندی نے سندھی اردو لیٹریچر کے ذریعہ صحیح عقائد ونظریات کا دفع کیا۔

مزید جی ایم سید کے غلط نظریات کا رد بلیغ پڑھنے کے لیے پیر طریقت خواجہ پیر ابراھیم جان سرھندی علیہ الرحمہ (گلزار خلیل سامارو سندھ) کی مشہور کتاب "سندھ سونھاری" کا ضرور مطالعہ کیجیئے۔

علماء اہلسنت میں سے امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان، سید محدث کچھوچھوی، صدر الشریعہ مولانا مفتی امجد علی اعظمی، فقیہ اعظم شریف کوٹلی لوہاراں، مفتی اعظم سید ابوالبرکات رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سے بڑے اچھے تعلقات تھے۔ آپ محدث کچھوچھہ کی تقاریر سے بڑے متاثر تھے۔

آپ امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ کے بارے میں فرمایا کرتے تھے "حضرت فاضل بریلوی دیئے ہیں وہ اس دور کے عظیم علماء میں شامل ہوتے ہیں اگر اعلیٰ حضرت اپنے دور کے فتنوں کا سدّ باب نہ کرتے تو نا جانے یہ طوفان کہاں تک پہنچتا۔

آپ تبلیغی مصروفیت کی وجہ سے مستقل کتابیں نالکھ سکے تاہم تراجم یادگار ہیں۔

ابن سید الناس کی تصنیف "قرۃ العیون فی سیرہ الامین المامون" کا سندھی ترجمہ فرمایا

مخدوم ہاشم ٹھٹوی کی "فرائض اسلام" کا ترجمہ اپنے والد خواجہ حسن جان سرہندی کی ''طریق النجاۃ'' اردو ترجمہ مطبوعہ استنبول ترکی۔

رسالہ "نافع العقائد فی تردید الوھابیۃ النجدیۃ" کا ترجمہ مطبوع امرتسر

آپ کو کتابوں سے والہانہ شغف تھا آپ اس دور میں بھی کتابیں دور دراز سے منگواتے اپنے پاس محفوظ رکھتے۔ سلسلہ نقشبند کے اس چشم چراغ نے 22 رمضان

المبارک 28 ستمبر 1394ھ کوئٹہ میں وصال فرمایا بقول ڈاکٹر راشدی کے آپ سرہندیوں کے قبرستان میں مدفون ہوئے جو کٹھرا اسٹیشن سے متصل ضلع حیدرآباد کے دو میل فاصلے پر ہے اللہ کریم کی مزار پرانوار پر رحمتیں ہوں۔

❀❀❀

سرسید احمد خان کے گمراہ کُن عقائد و نظریات

ڈاکٹر فیض احمد چشتی

محترم قارئینِ کرام: انگریز نے مرزا غلام احمد قادیانی اور سرسید احمد خان سے وہ کام لیے جو وہ اپنے ملکوں کی ساری دولت خرچ کر کے بھی نہیں کر سکتے تھے۔ سرسید کا عقیدہ کیا تھا؟ مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ سرسید احمد تین باتوں میں مجھ سے متفق ہے:

ایک یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا نہیں ہوئے' بلکہ معمول کے مطابق ان کا باپ تھا۔ (واضح رہے کہ عیسائیوں کے ایک فرقے کا بھی یہ عقیدہ ہے کہ مریم علیہا السلام کے یوسف نامی ایک شخص سے تعلقات تھے جس کے نتیجہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام شادی سے قبل پیدا ہوئے۔ (نعوذ باللہ من ذلک)

دوسرے یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر نہیں اٹھایا گیا بلکہ اس سے ان کے درجات بلند کرنا مراد ہے۔

تیسرے یہ کہ نبی آخر الزمان حضرت محمد کو روح مع الجسد معراج نہیں ہوئی' بلکہ صرف ان کی روح کو معراج ہوئی ہے۔

نیچری وہ فرقہ ہے جس کا عقیدہ یہ ہے کہ جیسی آدمی کی نیچر ہو ویسا دین ہونا چاہیے مطلب یہ کہ: اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات وقوانین کا نام دین

نہیں ہے بلکہ جو آدمی کی نیچر ہو ویسا دین ہونا چاہیے اس فرقے کو نیچری کہتے ہیں نیچری فرقے کا بانی سرسیّد احمد خان ہے۔سرسید احمد خان خود نیچری تھا اس کے نظریات باطل تھے۔

سرسیّد کے اسلام کے خلاف جرائم اور اس کے کفریہ عقائد

سرسیّد کے خاص اور چہیتے شاگرد اور پہنچے ہوئے پیروکار خالد نیچری کی خاص پسندیدہ شخصیت ضیاء الدین نیچری کی کتاب خودنوشت افکار سرسیّد کی چند عبارتیں آپ کے سامنے پیش کی جاتی ہیں:

عقیدہ: خدا نہ ہندو ہے نہ عرضی مسلمان ،نہ مقلّد نہ لا مذہب نہ یہودی نہ عیسائی بلکہ وہ تو پکا چھٹا ہوا نیچری ہے۔(بحوالہ: کتاب: خودنوشت ص63)

عقیدہ: خدا نے اَن پڑھ بدؤوں کے لئے ان ہی کی زبان میں قرآن اُتارا یعنی سرسیّد کے خیال میں قرآن انگریزی جو اس کے نزدیک بہتر و اعلیٰ زبان ہے اس میں نازل ہونا چاہئے لیکن خدا نے اَن پڑھ بدؤوں کی زبان عربی میں قرآن نازل کیا۔(معاذ اللہ)(بحوالہ: کتاب: خودنوشت)

عقیدہ: شیطان کے متعلق سرسیّد کا عقیدہ یہ تھا کہ وہ خود ہی انسان میں ایک قوّت ہے جو انسان کو سیدھے راستے پر سے پھیرتی ہے۔شیطان کے وجود کو انسان کے اندر مانتا ہے انسان سے الگ نہیں مانتا۔(بحوالہ: کتاب: خودنوشت ص75)

عقیدہ: حضرت آدم علیہ السلام کا جنّت میں رہنا،فرشتوں کا سجدہ کرنا،حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور، دجال کی آمد،فرشتے کا صور پھونکنا، روز جزا و سزا، میدان حشر و نشر، پل صراط،حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت، اللہ تعالیٰ کا دیدار ان سب عقائد کا انکار کیا ہے جو کہ قرآن و حدیث سے ثابت ہیں ۔(بحوالہ: کتاب: خود نوشت ص24 تا132)

عقیدہ: خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں یہ کہتا ہے کہ خلافت کا ہر کسی کو استحقاق تھا جس کی چل گئی وہ خلیفہ ہو گیا۔(بحوالہ: کتاب: خودونوشت ص233)

عقیدہ: حج میں قربانی کی کوئی مذہبی اصل قرآن سے نہیں پائی جاتی آگے لکھتا ہے کہ اس کا کچھ بھی نشان مذہب اسلام میں نہیں ہے حج کی قربانیاں درحقیقت مذہبی قربانیاں نہیں ہیں۔(معاذ اللہ)(بحوالہ: کتاب: خودنوشت ص139)

عقیدہ: الطاف حسین حالی حیاتِ جاوید میں لکھتا ہے کہ جب سہانپور کی جامع مسجد کے لئے ان سے چندہ طلب کیا گیا تو انہوں نے (سرسید نے) چندہ دینے سے انکار کر دیا اور لکھ بھیجا کہ میں خدا کے زندہ گھروں (کالج) کی تعمیر کی فکر میں ہوں اور آپ لوگوں کو اینٹ مٹی کے گھر کی تعمیر کا خیال ہے۔(خودنوشت صفحہ 101)۔(معاذ اللہ)

اعلحضرت امام اہلسنّت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب محدّث بریلی علیہ الرحمہ نے اسکے لٹریچر وغیرہ کے تجزیئے کے بعد یہ فتویٰ دیا ہے کہ سرسیّد احمد خان نیچری گمراہ آدمی تھا۔

محترم قارئینِ کرام: سرسید احمد خان فرقہ وہابیت سے تعلق رکھتا تھا بعد میں اس نے نیچری فرقے کی بنیاد رکھی انگریزوں کا ایجنٹ، نام نہاد لمبی داڑھی والا مسٹر احمد خان بھی کچھ اس قسم کا آدمی تھا جسکی وجہ سے اسکے ایمان میں بگاڑ پیدا ہوا اور آہستہ آہستہ اس نے اسلامی حقائق وعقائد کا مذاق اڑانا شروع کیا اور بے ایمان، مرتد اور گمراہ ہو گیا۔

دینِ اسلام میں نیچری سوچوں کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرّر اور بیان کردہ قوانین پر عمل کرنے کا نام اسلام ہے۔

سرسید احمد خان نہ تھا بلکہ مسٹر احمد خان تھا اس کو اسلام کا خیر خواہ کہنے والے اس کے باطل عقائد پڑھ کر ہوش کے ناخن لیں اس کو اچھا آدمی کہہ کر یا لکھ کر اپنے ایمان کے دشمن

نہ بنیں کیونکہ ہر مکتبہ فکر کا عالم مسٹر احمد خان (سر سید احمد خان) کو نیچری فرقہ کا بانی، گمراہ اور زندیق لکھتا ہے۔

سر سید احمد خان کے افکار و عقائد نے علماء و مشائخ کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ اگرچہ اس وقت کے علماء و مشائخ نے سر سید پر کفر کا فتویٰ عائد کرنے سے گریز کیا لیکن سر سید کے گمراہ کن افکار سے کلی براءت کا بھی اظہار کیا اور سر سید کی اصلاح کی بھی کوششیں کیں لیکن وہ بار آور نہ ہو سکیں اور سر سید اپنی ہی فکر کے پیچھے چل پڑے۔ ذیل میں چند ایسے افکار درج کیے جا رہے ہیں:

سر سید کا کہنا تھا کہ ملائکہ اور شیطان کوئی الگ مخلوق نہیں۔ یہ انسان میں خیر و شر کی قوتوں کے نام ہیں۔ جنات سے جنگلی اور وحشی انسان مراد ہیں۔

کسی نبی سے کسی قسم کا معجزہ مافوق الفطرت اور خلاف عقل واقع نہیں ہوا۔

قرآن مجید میں انبیاء علیہم السلام سے منسوب محیر العقول واقعات محض قویٰ انسانی کی قوت کا مظہر ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن باپ پیدا نہیں ہوئے کیونکہ قانون فطرت کے بر خلاف ایسا نہیں ہو سکتا۔

ٹٹ پونجیئے عربی مدرسوں سے ہماری کوئی قومی عزت نہیں۔ اس سے کاہل، مال مردم خور، بے محنت اور خیرات کی روٹی کھانے والے ملاؤں کا گروہ بڑھتا جائے گا۔

اعلیٰ عہدے صرف لائق انگریزی دانوں کو دیے جانے کی پالیسی میں سختی ہونی چاہیے۔

خدا لارڈ میکالے کو بہشت نصیب کرے۔ اس سے زیادہ ہندوستان کو بھلائی پہنچانے والا کوئی اور نہیں۔

ہندوستان میں برٹش گورنمنٹ خدا کی طرف سے ایک رحمت ہے۔ اس کی اطاعت اور فرمانبرداری اور نمک حلالی خدا کی طرف سے ہمارا فرض ہے۔

ہندو اور مسلمان ایک مذہبی لفظ ہے ورنہ ہندو، مسلمان اور عیسائی بھی جو ہندوستان میں رہتے ہیں سب ایک ہی قوم ہیں۔ (افکار سر سید مرتبہ ضیاء الدین لاہوری) (نقش سر سید) (سر سید کی کہانی) (حیات سر سید)

قرآن مجید کی فصاحت بے مثال کو معجزہ سمجھنا ایک غلط فہمی ہے۔ فاتوا بسورۃ من مثلہ کا یہ مقصد نہیں ہے۔ (تصانیف احمدیہ حصہ ۱ جلد ۱ صفحہ ۱۲)

جس مجموعہ مسائل واحکام واعتقادات وغیرہ پر فی زمانہ اسلام کا اطلاق کیا جاتا ہے وہ یقیناً مغربی علوم کے مقابلہ میں قائم نہیں رہ سکتا۔ (بروایت حالی حیات جاوید جلد ا ۵۲۲)

میں فرض سمجھتا ہوں کہ جو لوگ لکھے پڑھے ہیں (میں اپنے تئیں لکھے پڑھوں میں نہیں سمجھتا) وہ حال کے علوم جدید کا مقابلہ کریں اور اسلام کی حمایت میں کھڑے ہوں اور مثل علماء کے یا تو مسائلِ حکمت جدید کو باطل کر دیں یا مسائل اسلام کو ان کے مطابق کر دیں کہ اس زمانہ میں صرف یہی صورت حمایت اور حفاظت اسلام کی ہے۔ (مقالات سر سید صفحہ ۱۰)

تمام مفسرین کی سوائے معتزلہ کے یہ عادت ہے کہ اپنی تفسیروں میں محض بے سند اور افوائی روایتوں کو بلا تحقیق لکھتے چلے جاتے ہیں اور ذرا بھی تحقیق کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ (ترقیم فی قصہ اصحاب الکہف والرقیم۔ مطبع معید عام آگرہ۔ ص۔ ۲۱)

تفسیروں اور سیر کی کتابوں میں خواہ وہ تفسیر ابن جریر ہو یا تفسیر کبیر وغیرہ اور خواہ وہ سیرۃ ابن اسحاق ہو خواہ سیرت ابن ہشام اور خواہ وہ روضۃ الاحباب ہو یا مدارج النبوہ

وغیرہ ان میں تو اکثر ایسی لغو اور نامعتبر روایتیں اور قصے مندرج ہیں جن کا بیان نہ کرنا ان کے بیان کرنے سے بہتر ہے۔ (آخری مضامین صفحہ ۵۳۱)

میں اس بات کا قائل نہیں ہوں کہ یہودیوں اور عیسائیوں نے اپنی کتب مقدسہ میں تحریف لفظی کی ہے اور نہ علمائے متقدمین و محققین اس بات کے قائل تھے مگر علمائے متاخرین اس بات کے قائل ہیں کہ یہودیوں اور عیسائیوں نے اپنی کتب مقدسہ میں تحریف وتبدل کی ہے۔ (تفسیر القرآن جلد ا صفحہ ۴)

جو ہمارے خدا کا مذہب ہے وہی ہمارا مذہب ہے خدا نہ ہندو ہے نہ عرفی مسلمان نہ مقلد نہ لا مذہب نہ یہودی نہ عیسائی وہ تو پکا چھٹا ہوا نیچری ہے وہ خود اپنے کو نیچری کہتا ہے پھر اگر ہم بھی نیچری ہوں تو اس سے زیادہ ہم کو کیا فخر ہے۔ (مقالات سرسید جلد ۱۵ صفحہ ۱۴۷، چشتی)

میں شیطان کے وجود کا قائل ہوں مگر انسان ہی میں وہ موجود ہے۔ (تہذیب الاخلاق)

انسان کے دین دنیا اور تمدن و معاشرت بلکہ زندگی کی حالت کو کرامت اور معجزہ پر یقین یا اعتقاد رکھنے سے زیادہ خراب کرنے والی کوئی چیز نہیں ہے۔ (مقالات سرسید)

حالانکہ قرآن مجید کی کسی آیات میں اس بات پر نص نہیں ہے کہ حضرت ابراہیم درحقیقت آگ میں ڈالے گئے تھے بے شک ان کے لیے آگ دہکائی گئی تھی اور ڈرایا گیا تھا کہ ان کو آگ میں ڈال کر جلا دیں گے مگر یہ بات کہ درحقیقت وہ آگ میں ڈالے گئے قرآن مجید سے ثابت نہیں ہے۔ (تفسیر القرآن)

خدا نے ہم کو قانون فطرت سے یہ بتایا کہ آگ جلا دینے والی ہے پس جب تک یہ قانون فطرت قائم ہے اس کے برخلاف ہونا ایسا ہی ناممکن ہے جیسے کہ قولی وعدہ کے بر

خلاف ناممکن ہے۔ (تحریر فی اصول التفسیر صفحہ 40)

حضرت یونس کے قصے میں اس بات پر قرآن مجید میں کوئی نص صریح نہیں ہے کہ درحقیقت مچھلی ان کو نگل گئی تھی۔ (تحریر فی اصول التفسیر)

حضرت عیسیٰ کو یہودیوں نے نہ سنگ باری کر کے قتل کیا نہ صلیب پر قتل کیا بلکہ وہ اپنی موت سے مرے اور خدا نے ان کے درجہ اور مرتبہ کو مرتفع کیا۔ (تفسیر القرآن)

قرآن مجید میں کہیں بیان نہیں ہوا کہ معراج بجسدہ و حالتِ بیداری میں ہوئی تھی۔ شق قمر کا ہونا محض غلط ہے۔ ہمارے نزدیک تو نہ حضرت عیسیٰ آسمان پر سے اترنے والے ہیں نہ مہدی موعود پیدا یا ظاہر ہونے والے ہیں۔ (آخری مضامین)

مہدی کے آنے کی کوئی پیش گوئی مذہبِ اسلام میں ہے ہی نہیں بلکہ وہ سب ایسی ہی جھوٹی روایتیں ہیں جیسے کہ دجال اور مسیح کے آنے کی۔ (تہذیب الاخلاق)

سرسید احمد خان کو موجودہ دور کا روشن خیال طبقہ نئے دور کا مجدّد اور مسلمانوں کی ترقی کا راہنما سمجھتے ہیں، ذیل میں سرسید کے افکار پر کچھ تفصیل پیش خدمت ہے۔ یہ پڑھنے کے بعد آپ کے لیے یہ سمجھنا مشکل نہیں ہوگا کہ سرسید بھی حقیقت میں معتزلہ کے اسی سلسلہ کا فرد تھا اور اس کے روحانی شاگرد روشن خیال مذہب کے موجودہ داعی ڈاکٹر، فلاسفر، دانشور، پروفیسر ٹائپ لوگ بھی معتزلہ کے اسی مقصد یعنی دین میں شکوک وشبہات پیدا کرنے اور لوگوں کا ایمان چوسنے کا مشن جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اور ہمارے معاشرہ کا تھوڑا پڑھا لکھا اور آزاد خیال طبقہ ان کو اسلام کا اصل داعی سمجھ کر انہی کی تعلیمات کے مطابق زندگی گزار رہا ہے۔

سرسید کی چند تصنیفات

سرسید نے اسلام کے نام پر بہت سارے مضامین، مقالات اور کتب تحریر کیں۔

ایک خلق الانسان (انسانی پیدائش سے متعلق لکھی، جس میں ڈارون کے اس نظریہ کی تصدیق وتوثیق کی گئی ہے کہ انسان پہلے بندر تھا پھر بتدریج انسان بنا، یوں قرآن وسنت کی نصوص کا منکر ہوا، اسباب بغاوت ہند ۱۸۵۷ء میں مسلمانوں کے انگریزوں کے خلاف جہاد کو بغاوت کا نام دیا، اور انگریز سامراج کے مخالف علما اور مجاہدین پر کھلی تنقید کی، تفسیر القرآن پندرہ پاروں کی تفسیر لکھی ہے جو درحقیقت تحریف القرآن ہے۔ سرسید لکھتے ہیں: میں نے بقدر اپنی طاقت کے خود قرآن کریم پر غور کیا اور چاہا کہ قرآن کو خود ہی سمجھنا چاہیے۔ (تفسیر القرآن: ۱۹ ص: ۲)

چنانچہ سرسید نے اسلام کے متوارث ذوق اور نہج سے اتر کر خود قرآن پر غور کیا اور اسلام کے نام پر اپنے ملحدانہ نظریات سے فرنگیانہ اسلام کی عمارت تیار کرنا شروع کی، جس میں نہ ملائکہ کے وجود کی گنجائش ہے، نہ ہی جنت ودوزخ کا کہیں نشان ہے اور نہ جنات اور ابلیس کے وجود کا اعتراف ہے اور معجزات وکرامات تو ان کے نزدیک مجنونہ باتیں ہیں۔

خود سرسید کے پیروکار ومعتقد مولانا الطاف حسین حالی، مؤلف مسدس (وفات دسمبر ۱۹۱۴ء) رقم طراز ہیں کہ: سرسید نے اس تفسیر میں جابجا ٹھوکریں کھائی ہیں اور ان سے رکیک لغزشیں سرزد ہوئی ہیں۔ (حیات جاوید مطبوعہ آگرہ ص: ۱۸۴)

سرسید کی عربی شناسی

غزوۂ احد میں نبی کریم ﷺ کے سامنے کا ایک دانت مبارک شہید ہوا تھا، چنانچہ علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں: وان الرباعیة التی کسرت له علیه السلام هی الیمنیٰ السفلیٰ۔ (السیرة النبویہ ج: ۳، ص: ۵۷)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ کے سامنے کا داہنا نچلا دانت مبارک شہید ہوا تھا۔

فن تجوید وقرأت کے لحاظ سے سامنے کے چار دانتوں میں سے ایک کو رباعی کہتے

ہیں، جیسے لغت کے امام ابن منظور افریقی لکھتے ہیں: رباعی کا لفظ ثمانی کی طرح ہے یعنی سامنے کے چار دانتوں میں سے ایک۔ (لسان العرب جلد ۸ صحہ ۱۰۸)

سرسید نے رباعی کا لفظ دیکھ کر اسے اربع (چار) سمجھ لیا ہے اور حکم لگا دیا کہ آپ کے چار دانت شہید ہوئے تھے"۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں: آنحضرت کے چار دانت پتھر کے صدمہ سے ٹوٹ گئے۔ (تفسیر القرآن ج: ۴، ص: ۶۴)

قارئینِ کرام: ملاحظہ فرمائیں کہ جو شخص رباعی اور اربعہ میں فرق نہیں کر سکا اس نے قرآن کی تفسیر لکھنے میں کیا گل کھلائے ہوں گے۔

قرآن کی من مانی تشریحات

سرسید نے معتزلی سوچ کے مطابق دینِ اسلام کو عقل کی ترازو میں تول کر مسلماتِ دین کا انکار کیا اور قرآنِ کریم میں جہاں معجزات یا مظاہر قدرت خداوندی کا ذکر ہے، اس کی تاویل فاسدہ کر کے من مانی تشریح کی ہے۔ پہلے پارے میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ: یہود سے جب عہد و پیماں لیا جا رہا تھا تو اس وقت کوہِ طور کو ان کے سروں پر اٹھا کر لا کھڑا کر دیا تھا۔ جسے سارے مفسرین نے بیان کیا ہے، سرسید اس واقعہ کا انکار کرتا ہے اور لکھتا ہے: پہاڑ کو اٹھا کر بنی اسرائیل کے سروں پر نہیں رکھا تھا، آتش فشانی سے پہاڑ ہل رہا تھا اور وہ اس کے نیچے کھڑے تھے کہ وہ ان کے سروں پر گر پڑے گا۔

سرسید نہ صرف آیت کی غلط تاویل کرتا ہے بلکہ نہایت ڈھٹائی کے ساتھ مفسرین کا مذاق بھی اڑاتا ہے۔ وہ لکھتا ہے: مفسرین نے اپنی تفسیروں میں اس واقعہ کو عجیب و غریب واقعہ بنا دیا ہے اور ہمارے مسلمان مفسر عجائباتِ دور از کار کا ہونا مذہب کا فخر اور اس کی عمدگی سمجھتے تھے، اس لیے انہوں نے تفسیروں میں لغو اور بیہودہ عجائبات (یعنی معجزات) بھر دی ہیں، بعضوں نے لکھا ہے کہ کوہِ سینا کو خدا ان کے سروں پر اٹھا لایا تھا کہ

مجھ سے اقرار کرو نہیں تو اسی پہاڑ کے تلے کچل دیتا ہوں' یہ تمام خرافات اور لغو اور بیہودہ باتیں ہیں۔(تفسیر القرآن ج:۱'ص ۹۷ تا ۹۹، چشتی)

کوئی سرسید سے یہ پوچھے کہ آتش فشانی اور پہاڑ کے لرزنے کا بیان اس نے کس آیت اور کس حدیث کی بناء پر کیا ہے۔اس کے پاس کوئی نقلی ثبوت نہیں ہے یہ اس کی اپنی عقلی اختراع ہے ہم اس کے جمہور مفسرین کے مقابلے میں ایسی عقل پر دس حرف بھیجتے ہیں۔

بریں عقل و دانش بباید گریست

جنت و دوزخ کا انکار

تمام مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ ہے کہ جنت و دوزخ حق ہیں اور دونوں پیدا کی جا چکی ہیں۔خود قرآن پاک سے یہ ثابت ہے ارشاد خداوندی ہے:

وَ سَارِعُوْۤا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَۙ۝۱۳۳ (سورہ آل عمران: ۱۳۳)

ترجمہ: اور اپنے رب کی بخشش کی طرف دوڑو اور جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین جتنی ہے اور پرہیزگاروں کے لیے تیار کی جا چکی ہے۔

دوزخ کے پیدا کیے جانے بارے میں ارشاد خداوندی ہے:

فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَ قُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ ۖۚ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ۝۲۴

(سورالبقرہ: ۲۴)

ترجمہ: پس ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہوں گے جو کافروں کے لئے تیار کی جا چکی ہے۔

سرسید جنت و دوزخ دونوں کے وجود کا انکار کرتا ہے وہ لکھتا ہے: پس یہ مسئلہ کہ بہشت اور دوزخ دونوں بالفعل مخلوق و موجود ہیں' قرآن سے ثابت نہیں۔(تفسیر القرآن

ج:۱،ص:۳۰)

وہ مزید لکھتا ہے: یہ سمجھنا کہ جنت مثل باغ کے پیدا کی ہوئی ہے اس میں سنگ مرمر کے اور موتی کے جڑاؤ محل ہیں۔ باغ میں سرسبز و شاداب درخت ہیں دودھ وشراب وشہد کی نالیاں بہہ رہی ہیں ہر قسم کا میوہ کھانے کو موجود ہے۔ ایسا بیہودہ پن ہے جس پر تعجب ہوتا ہے اگر بہشت یہی ہو تو بے مبالغہ ہمارے خرابات (شراب خانے) اس سے ہزار درجہ بہتر ہیں۔ (نعوذ باللہ) (تفسیر القرآن ج:۱،ص:۲۳، چشتی)

قرآن میں جنت کی نعمتوں کا تذکرہ کسی قرآن پڑھنے والے سے مخفی نہیں، مگر سر سید نے نا صرف ان کا صاف انکار کیا بلکہ مذاق بھی اڑایا اور شراب خانوں کو جنت سے ہزار درجے بہتر قرار دیا۔ أَسْتَغْفِرُ اللّٰہ۔

کعبۃ اللہ شریف کے متعلق موقف

کعبۃ اللہ شریف کی عظمت کے بارے میں قرآن وحدیث میں کافی تذکرہ موجود ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: یعنی سب سے پہلا گھر جو لوگوں کے لئے وضع کیا گیا ہے یہ وہ ہے جو مکہ میں ہے۔ بابرکت ہے اور جہاں والوں کے لئے راہنما ہے۔

(سورہ آل عمران:۹۶)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو جو کہ گھر ہے بزرگی اور تعظیم والا لوگوں کے لیے قیام کا باعث بنایا ہے۔ (سورہ المائدہ:۹۷)

اب ذرا کلیجہ تھام کر سر سید کی ہرزہ سرائی کعبۃ اللہ کے بارے میں ملاحظہ فرمائیں۔ نقل کفر کفر نباشد۔ اپنی تحریف القرآن میں لکھتا ہے: جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اس پتھر کے بنے ہوئے چوکھونٹے گھر میں ایسی متعدی برکت ہے کہ جہاں سات دفعہ اس کے گرد پھرے اور بہشت میں چلے گئے یہ ان کی خام خیالی ہے۔ اس چوکھونٹے گھر کے گرد پھر

نے سے کیا ہوتا ہے، اس کے گرد تو اونٹ اور گدھے بھی پھرتے ہیں تو وہ کبھی حاجی نہیں ہوئے۔ (تفسیر القرآن ج:۱، ص:۲۱۱ و ۲۵۱)

مزید لکھتا ہے: کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا اسلام کا کوئی اصلی حکم نہیں ہے۔ (تفسیر القرآن ج:۱، ص:۱۵۷، چشتی)

خانہ کعبہ کے گرد طواف کے مقدس عمل کو سرسید کا "سات دفعہ اس کے گرد پھرنا" پھر خدا کے اس عظیم اور مقدس گھر کو انتہائی ڈھٹائی اور بے غیرتی کے ساتھ "چوکھونٹا گھر" کہنا اور آگے خباثت کی انتہا کرتے ہوئے یہ کہنا کہ اس کے گرد تو اونٹ اور گدھے بھی پھرتے ہیں، کیا وہ حاجی بن گئے؟ پھر نماز میں خانہ کعبہ کی طرف منہ کرنے کے خلاف یہ زہر افشانی کرنا کہ یہ اسلام کا اصلی حکم نہیں ہے، کیا یہ بکواسات کیا کوئی صاحب ایمان کرسکتا ہے؟

دوسرے پارہ کے شروع میں اللہ پاک نے ارشاد فرمایا ہے: سیقول السفہاء الخ "اب بہت سارے بیوقوف کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس سے خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم کیوں دیا؟ اس آیت کی رو سے جو لوگ خانہ کعبہ کی طرف منہ کرنا نہیں مانتے وہ بیوقوف ہیں اور سرسید تمام بیوقوفوں کا سردار۔

سرسید فرشتوں کے وجود کا منکر: فرشتوں کا مستقل خارجی وجود قرآن وحدیث سے صراحۃً ثابت ہے اور فرشتوں کا اس طرح وجود ماننا اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے، ان کے وجود کو مانے بغیر کوئی مسلمان نہیں کہلا سکتا۔ قرآن پاک میں ہے کہ: فرشتے خدا کی ایسی مخلوق ہیں جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے اور جس کام کا حکم دیا جاتا ہے اس کو بجالاتے ہیں۔ (سورہ التحریم:۶)

دوسری جگہ مذکور ہے: پھر یہی فرشتے حضرت لوط علیہ السلام کے پاس پہنچے اور قوم

لوط پر عذاب ڈھانے لگے۔(الحجر:۵۸ تا ۷۷)

ان تمام آیات اور روایات سے معلوم ہوا کہ فرشتوں کا مستقل خارجی وجود ہے' مگر سرسید اس کا منکر ہے وہ لکھتا ہے کہ: قرآن مجید سے فرشتوں کا ایسا وجود جیسا مسلمانوں نے اعتقاد کر رکھا ہے ثابت نہیں ہوتا۔(تفسیر القرآن ج:۱'ص:۴۲)

آگے لکھتا ہے: اس میں شک نہیں کہ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے تھے' انسان تھے اور قوم لوط کے پاس بھیجے گئے تھے۔علماء مفسرین نے قبل اس کے کہ الفاظ قرآن پر غور کریں یہودیوں کی روایتوں کے موافق ان کا فرشتہ ہونا تسلیم کرلیا ہے' حالانکہ وہ خاصے بھلے چنگے انسان تھے۔(تفسیر القرآن ج:۵'ص:۶۱)

اس طرح قرآن پاک اور احادیث طیبہ میں یہ بات موجود ہے کہ: مختلف غزوات کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد کے لئے فرشتوں کو بھیجا ہے جیسا کہ آیت وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۔(سورہ آل عمران:۱۲۳) میں مذکور ہے۔ سرسید اس کا منکر ہے وہ اس آیت کے تحت لکھتا ہے: بڑا بحث طلب مسئلہ اس آیت میں فرشتوں کا لڑائی میں دشمنوں سے لڑنے کے لیے اترنا ہے' میں اس بات کا بالکل منکر ہوں' مجھے یقین ہے کہ کوئی فرشتہ لڑنے کو سپاہی بن کر یا گھوڑے پر چڑھ کر نہیں آیا' مجھ کو یہ بھی یقین ہے کہ قرآن سے بھی ان جنگجو فرشتوں کا اترنا ثابت نہیں۔(تفسیر القرآن از سرسید ج:۲'ص:۵۲)

سرسید جبرائیل امین کا منکر ہے: قرآن پاک میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کا ذکر ہے۔ترجمہ: جو کوئی مخالف ہو اللہ کا یا اس کے فرشتوں کا یا اس کے پیغمبروں کا یا جبرائیل کا اور میکائیل کا تو اللہ تعالیٰ ایسے کافروں کا مخالف ہے۔(البقرہ:۹۸)

اسی طرح کئی احادیث مبارکہ میں ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کبھی انسانی

شکل میں بارگاہ نبوی میں تشریف لاتے، چنانچہ مشکوٰۃ کی پہلی حدیث "حدیث جبرائیل" میں جب سوالات کرنے کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لے گئے تو آپ نے فرمایا: فانہ جبرئیل اتاکم یعلمکم دینکم ۔ یہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے، تم کو تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔ (مشکوٰۃ: کتاب الایمان)

سرسید حضرت جبرائیل علیہ السلام کے وجود کا منکر ہے۔ وہ لکھتا ہے: ہم بھی جبرائیل اور روح القدس کو شئی واحد تجویز کرتے ہیں، مگر اس کو خارج از خلقتِ انبیاء جداگانہ مخلوق تسلیم نہیں کرتے، بلکہ اس بات کے قائل ہیں کہ خود انبیاء علیہم السلام میں جو ملکہ نبوت ہے اور ذریعہ مبدء فیاض سے ان امور کے اقتباس کا ہے جو نبوت یعنی رسالت سے علاقہ رکھتے ہیں، وہی روح القدس ہے اور وہی جبرائیل ہے۔ (تفسیر القرآن از سرسید ج:۲، ص:۱۵۶، ج:۱، ص:۱۸۱، ۱۲۲، ۱۲۹، ۱۷۰، چشتی)

اس عبارت میں سرسید نے اس بات کا انکار کیا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کوئی خارجی وجود ہے، بلکہ ان کے نزدیک یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبیعت میں ودیعت کردہ ایک ملکہ نبوت کا نام ہے۔

سرسید کا واقعہ معراج سے انکار: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات میں سے ایک معجزہ واقعہ معراج ہے۔ سرسید نے یہاں بھی عقل لڑائی مشرکینِ مکہ کی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے جسم مبارک کے ساتھ سات آسمانوں پر جانا اس کی عقل میں نہ آسکا اور وہ انکار کر گیا۔ اپنی تفسیر القرآن ج:۲ ص:۱۳۰ پر لکھتا ہے: ہماری تحقیق میں واقعہ معراج ایک خواب تھا جو رسول اللہ نے دیکھا تھا۔

حقیقت میں معجزہ کہتے ہی اس کو ہیں جس کو سمجھنے سے عقل عاجز ہو۔ اگر اسے خواب یا تصور کا واقعہ قرار دیں تو معجزہ نہیں کہلایا جا سکتا، کیونکہ خواب اور تصور میں کوئی بھی شخص

اس قسم کا واقعہ دیکھ سکتا ہے۔ اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واقعہ معراج تب معجزہ بنے گا جب ہم یہ تسلیم کرلیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج روح مع الجسد ہوئی تھی یعنی جسم اور روح دونوں کو معراج ہوئی تھی' اور اسی بات پر امت کا اجماع چلا آرہا ہے۔ روایات میں آتا ہے کہ واقعہ معراج کا سن کر کفار و مشرکین مکہ آپ کے ساتھ حجت بازی کرنے لگے۔ اگر واقعہ معراج خواب کا واقعہ ہوتا تو کفار و مشرکین کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حجت بازی نہ کرتے۔

جنات وشیاطین کے وجود کا انکار: جنات و شیاطین کا وجود قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور ایک راسخ العقیدہ مسلمان کے لیے اس میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں' مگر سرسید اس کا انکار کرتا ہے' وہ حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کے ماتحت جنات کے کام کرنے کے قرآنی واقعہ پر تبصرہ کرتا ہے: ان آیتوں میں "جن" کا لفظ آیا ہے' اس سے وہ پہاڑی اور جنگلی آدمی مراد ہے' جو حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہاں بیت المقدس بنانے کا کام کرتے تھے اور جن پر بسبب وحشی اور جنگلی ہونے کے جو انسانوں سے جنگلوں میں چھپے رہتے تھے اور نیز بسبب قوی اور طاقتور اور محنتی ہونے کے "جن" کا اطلاق ہوا ہے پس اس سے وہ جن مراد نہیں جن کو مشرکین نے اپنے خیال میں ایک مخلوق مع ان اوصاف کے جو ان کے ساتھ منسوب کئے ہیں' مانا ہے اور جن پر مسلمان بھی یقین کرتے ہیں۔ (تفسیر القرآن ج: ۳' ص: ٦٧)

اس طرح سرسید شیطان کا الگ مستقل وجود تسلیم نہیں کرتا' بلکہ انسان کے اندر موجود شر انگیز صفت کو شیطان قرار دیتا ہے۔

آگے لکھتا ہے: انہی قویٰ کو جو انسان میں ہے اور جن کو نفس امارہ یا قوائے بہیمیہ سے تعبیر کرتے ہیں' یہی شیطان ہے۔ (تفسیر القرآن جلد ۳ صفحہ ۴۵)

سرسید کے اعتزالی گمراہ کُن عقائد ونظریات کا مکمل احاطہ کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہوسکتی ہے، فقیر چشتی نے اس کے چند گمراہ افکار پر روشنی ڈالی ہے۔ حقیقت میں سرسیداوران جیسے دیگر روشن خیالوں کی فکری جولانیوں کو دیکھ کر یہی کہا جا سکتا ہے کہ:

ناطقہ بگریباں ہے اسے کیا کہیے؟
خامہ انگشت بدنداں ہے اسے کیا لکھیے؟

مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ موجودہ دور کے ان معتزلہ کے افکار و نظریات کو پہچان کر اپنے ایمان وعمل کو ان کی فریب کاری سے بچائیں اور جو سادہ لوح مسلمان ان کے شکنجہ میں آ چکے ہیں ان کے بارے میں فکر مند ہوکر ان کو راہِ راست پر لانے کی کوشش کریں۔ حیرت کی بات ہے موجودہ پی ڈی ایم کی امریکی سازش سے لائی گئی حکومت نے پاکستان کے پچھترویں 75 جشنِ آزادی پر جو پچھتر روپ کا یادگاری نوٹ جاری کیا ہے اُس پر انگریز کے اس پٹھو گمراہ شخص کی تصویر لگائی ہے جس کا نہ اسلام سے اور نہ ہی پاکستان سے کوئی تعلق بنتا ہے۔ اے اہلِ ایمان واہلِ وطن کب تک خوابِ غفلت میں پڑے رہوگے؟۔ یااللہ عزوجل ہمیں جملہ فتنوں سے بچا۔ آمین یارب العالمین

❀❀❀

کرامات اولیاء

بنی اسرائیل کے راہب جریج کا قصہ صحیح سند سے ثابت ہے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جریج اپنی کوٹھڑی نما عبادت خانے میں عبادت کررہے تھے کہ اُن کی والدہ تشریف لائیں۔

حمید (بن ہلال، راوی حدیث) نے کہا کہ ابو رافع (راوی حدیث) نے ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جریج کی والدہ کی حالت

بیان کی کہ کس طرح اُس نے اپنی پلکوں پر ہتھیلی رکھ کر، پھر سر اُٹھا کر اَپنے بچے کو آواز دی تھی۔

اس نے کہا: اے جریج! میں تیری ماں ہوں، مجھ سے بات کر۔

جریج نماز پڑھ رہے تھے۔ جریج نے (اپنے دل میں) کہا: اے میرے اللہ! ایک طرف میری ماں ہے اور دوسری طرف میری نماز ہے؟!

پس جریج نے نماز پڑھنی جاری رکھی تو ان کی والدہ واپس لوٹ گئیں۔

پھر وہ دوسری دفعہ آئیں اور کہا: اے جریج! میں تیری ماں ہوں مجھ سے بات کر۔

جریج نے کہا: اے میرے اللہ! ایک طرف میری ماں ہے اور دوسری طرف میری نماز ہے؟! پھر وہ نماز پڑھتے رہے۔

تو ان کی ماں نے کہا: اے میرے اللہ! یہ جریج میرا بیٹا ہے، میں اس سے بات کرتی ہوں مگر یہ مجھ سے بات نہیں کرنا چاہتا۔

اے اللہ! اس کو اس کے مرنے سے پہلے بدکار عورتوں کا چہرہ دکھا دے۔

(راوی نے) کہا: اگر وہ جریج کے فتنے میں مبتلا ہونے کی دعا کرتیں تو وہ فتنے میں مبتلا ہو جاتے۔

فرمایا کہ: بھیڑوں کا ایک چرواہا، جریج کے عبادت خانے کے قریب رہتا تھا، اُس نے (ایک دن) اس گاؤں کی ایک عورت کے ساتھ زنا کر لیا جس سے اسے حمل ہو گیا۔ پھر جب اس کا بچہ پیدا ہوا تو لوگوں نے پوچھا: یہ کس کا بچہ ہے؟ اُس عورت نے کہا: اس عبادت خانے والے (جریج) کا بچہ ہے۔

لوگ کدالیں اور پھاوڑے لے آئے اور جریج کو آواز دی۔

وہ نماز پڑھ رہے تھے۔

جریج نے لوگوں سے کوئی بات نہیں کی تو لوگ اس کے عبادت خانے کو گرانے لگے۔

جب جریج نے یہ معاملہ دیکھا تو اُتر کر لوگوں سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟

لوگوں نے کہا: اس عورت سے پوچھو۔

جریج مسکرائے پھر اس عورت کے (دو تین دن کے) چھوٹے بچے کے سر پر ہاتھ پھیرا اور پوچھا: تیرا باپ کون ہے؟

اس نے جواب دیا: بھیڑوں کا چرواہا ہے۔

جب لوگوں نے (باتیں نہ کر سکنے والے بچے سے) یہ سُن لیا تو (جریج سے) کہا: ہم آپ کے لئے سونے چاندی کا عبادت خانہ بنا دیتے ہیں۔

انھوں نے کہا: نہیں، جس طرح پہلے یہ مٹی کا تھا اسی طرح بنا دو۔

پھر وہ اپنے عبادت خانے پر چڑھ گئے۔ (صحیح بخاری: 3436 و صحیح مسلم: 2550 و ترقیم دارالسلام: 6508 واللفظ لہ)

یہ قصہ بالکل سچا ہے اور زمانۂ اسلام سے پہلے، بنی اسرائیل کے دَور کا ہے، اس کے سارے راوی اعلیٰ درجے کے ثقہ اور قابل اعتماد ہیں۔

رکاڈنگ یا لائیو آیتِ سجدہ سننے سے سجدہ کا حکم

ابورضا محمد عمران عطاری عفی عنہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ رکاڈنگ یا ٹیلی ویژن پر لائیو آیت سجدہ سننے سے سجدۂ تلاوت واجب ہوگا یا نہیں؟

الجواب ''بعون الملک الوھّاب

مذکورہ صورت میں موبائل یا ٹیلی ویژن پر آیتِ سجدہ سننے سے سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوگا چاہے لائیو (براہِ راست) سنی ہو یا ریکارڈنگ کے ذریعے سنی ہو کیونکہ یہ صدائے بازگشت (گونج) کے حکم میں ہے اور فتویٰ اسی پر ہے کہ جو تلاوت صدائے بازگشت کے حکم میں ہو اس پر سجدہ تلاوت واجب نہیں ہوگا۔

(صدائے بازگشت سے مراد وہ آواز ہے جو پہاڑ یا صحراء وغیرہ میں آپ کو آپ کی آواز کی طرح جواب دیتی ہے۔

(سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فتاویٰ رضویہ شریف میں اس پر بڑا تحقیقی جواب تحریر فرمایا ہے

جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ گنبد کے اندر یا پہاڑ یا چکنی گچ کردہ دیوار کے پاس اور کبھی صحرا میں بھی خود اس پنی آواز پلٹ کر دوبارہ سنائی دیتی ہے جسے عربی میں صدا کہتے ہیں، ہمارے علماء تصریح فرماتے ہیں کہ اس کے سننے سے بھی سجدہ واجب نہیں ہوتا، نہ خود قاری پر نہ سامع اول پر جس نے تلاوت سن کر دوبارہ یہ گونج سنی نہ نئے پر جس نے پہلی تلاوت نہ سنی تھی اور یہ صدا ہی سنی کہ حکم مطلق ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 23، صفحہ 448۔ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

(مزید فرماتے ہیں مختصر یہ ہے کہ سجدہ سماعِ اول پر ہے، نہ کہ مُعاد پر، اگرچہ خاص اس سامع کی نظر سے مکرر نہ ہو اور شک نہیں کہ سماعِ صدا، سماعِ معاد ہے اور فونو کی تو وضع ہی اعادہ سماع کے لئے ہوئی ہے، لہٰذا ان سے ایجابِ سجدہ، سجدہ واجب) نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 23، صفحہ 452۔ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

قابلِ مُطالعہ کتابیں